لاہور
# خدام الدین

بانی ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

## فلسفہ قربانی

اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے

البتہ

تمہاری پرہیزگاری

اس کے پاس پہنچتی ہے۔

( القرآن )

۸ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ
۱۲ دسمبر ۱۹۷۵ء

# احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

## قرآن مجید کے معنی اور ذاتی خواہش

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ هَجَّرْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ فَسَمِعَ أَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِيْ آيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ ایک دن دوپہر کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پس آپؐ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنی جو ایک آیت کے معنی اپنے طور پر کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آوازیں سن کر باہر نکلے اور آپؐ کے چہرہ پر غضب اور ناراضگی کی علامتیں دکھائی دے رہی تھیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم سے پہلے لوگ صرف اس وجہ سے برباد ہوئے کہ انھوں نے اپنی کتاب کے معنی میں اختلاف کیا تھا۔

---

اس حدیث میں ایک ایسی بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جس سے فرقہ بندی اور جھگڑے بندیوں کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور امت اتفاق اور اتحاد کے صاف راستہ پر قائم ہو جاتی ہے۔ دو آدمیوں کا کسی آیت کے معنی میں اختلاف کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر ان کی طبیعت میں صلاحیت ہے تو وہ اس کے معنی ایسے عالم سے پوچھ سکتے ہیں جو ان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ خرابی اس وقت پھیلتی ہے جب ایک شخص دوسرے سے اختلاف کرے اور اپنی بات پر اڑ جائے اور اس اڑ جانے کی وجہ سوائے ذاتی غرض کے اور کوئی نہ ہو۔ یہ اڑنے والا یا تو اپنے آپ کو غلطی سے پاک سمجھتا ہے۔ اس کے معنی تکبر اور غرور ہے یا اپنے آپ کو پیشوا اور بڑا آدمی منوانا چاہتا ہے جس کے لیے اسلام میں اجازت نہیں۔ تکبر یا بڑا بننے یا کسی اور ذاتی غرض سے غالب ہونے کی خواہش یہ سب بری باتیں ہیں۔ ان کی وجہ سے دلوں میں تفرقہ ڈالنا اور اپنے اپنے گروہ الگ الگ بنانا۔ آخر کار امت کی تباہی کا باعث ہوتا ہے۔

ہمارے علماء اگر کچھ اپنی رائے الگ رکھتے تھے تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھتے تھے یا بڑا منوانا چاہتے تھے یا کوئی دنیاوی نفع، مال و دولت یا مرتبہ حاصل کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ اس بات کو جو ان کے نزدیک حق ہوتی تھی کہہ دیتے تھے اور فیصلہ اپنے سے بڑوں پر چھوڑ دیتے تھے۔ جب تک یہ بڑے لوگ ٹھیک رہے سب ان کے فیصلوں پر چلتے رہے۔ جب ان بڑوں میں ذاتی نفع کا خیال اور لالچ پیدا ہو گیا تو پھر لوگوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی اپنی بات کو چلانا چاہا۔

اسی خطرہ کو سامنے رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات پر ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ آیتوں کے معنی جاننے والوں پر چھوڑ دو۔ اور تم وہی باتیں کیے جاؤ جن پر عقلمند اور بے غرض لوگ متفق ہیں۔

غرض آج کل اچھے آدمی کی پہچان یہ نہیں کہ وہ علم زیادہ رکھتا ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ بے غرض ہے۔ جو کچھ کہتا ہے یا کرتا ہے وہ اللہ کے بندوں کے نفع کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جاری کردہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر
مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مد ظلہ

مدیر
محمد سعید الرحمن علوی

مولانا محمد اجمل
زاہد الراشدی
صالح محمد حضروی

بدل اشتراک

| | |
|---|---|
| سالانہ | ۲۶/۰۰ |
| ششماہی | ۱۴/۰۰ |
| سہ ماہی | ۷/۰۰ |
| فی شمارہ | ۰/۵۰ |


# حقیقی قربانی

اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

ہر سال دنیا بھر کے صاحب ثروت مسلمان ذوالحجہ کی متعین تاریخوں میں "قربانی" کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ اور اپنی اپنی ہمت کے مطابق مختلف قسم کے جانور راہِ خدا میں ذبح کرتے ہیں۔

اس سنت کی ظاہری صورت تو یہی ہے کہ ایک جانور کو قبلہ رو زمین پر لٹا کر اللہ کا نام لے کر چھری اس کی گردن پر چلا دی اور بس! لیکن درحقیقت قربانی نام ہے حضرت خلیل اللہ سلام اللہ علیہ و صلوٰۃ کے جذبۂ فدائیت کا۔

امتحان و ابتلاء کی جو طویل تاریخ اس بندۂ خدا کی ذات سے وابستہ ہے۔ اس کے پس منظر میں یہ "عمل" قربانگاہ عشق کی وہ آخری معراج ہے جس کے بعد کوئی دوسرا عمل نہیں، خواب میں اشارہ پاکر فرزندِ عزیز، جو بڑھاپے کا واحد سہارا ہے کو زمین پر لٹا کر پوری قوت سے چھری کو حلقوم پر چلانا، ایثار و قربانی، جذبۂ فدائیت اور امتثالِ امر الٰہی کا وہ عظیم نمونہ ہے کہ باید و شاید؟

اس قسم کے متعدد امتحانات سے حضرت خلیل علیہ السلام کو دوچار ہونا پڑا، لیکن وہ بتوفیق ایزدی ہر امتحان میں کامیاب ہوئے اور کامیاب بھی ممتاز حیثیت میں!

اس پر خداوند قدوس نے ان کی قربانیوں کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔ اور حسنِ عمل کے سلسلہ کے طور پر انہیں دنیا کی پیشوائی اور قیادت و سیادت کے بلند ترین منصب پر فائز کیا۔

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

اس اعزاز و منصب کے ملنے پر جذبۂ فطری کے پیشِ نظر جب انہوں نے بارگاہِ ربوبیت میں عرض کیا کہ یہ سلسلہ میری ذات تک محدود ہے یا میری اولاد میں بھی چلے گا؟ تو ربِ کائنات نے اصولی بات ارشاد فرمائی۔

کہ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ۔

گویا ایک طرف تو یہ واضح کر دیا کہ امامت و قیادت میں "وراثت" جائز ہے بشرطیکہ اہلیت ہو، تو دوسری طرف یہ بتلا دیا کہ قربان گاہِ عشق پر اپنے اغراض اور فاسد تمناؤں کی قربانی نہ دینے والے کمالات کی معراج کو نہیں پہنچ سکتے اور انہیں اعزاز و منصب کی معراج کے بجائے ذلت و نامرادی کی اتھاہ گہرائیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

اس اصول مقدسہ کی روشنی میں دیکھیں کہ یہود و نصاریٰ اور دوسری اقوام ہر چند کہ اپنے آپ کو وارثِ خلیلؑ سمجھتی ہیں لیکن خدائے قادر و قہار کی طرف سے غضب و ضلالت ان کا مقدر ہے کیونکہ انہوں نے راہِ حق و صواب کو چھوڑ کر افراط و تفریط کی روش اپنائی۔ ایک طرف خدا کے نبیوں کو قتل کیا، آیاتِ الٰہی کا انکار کیا تو دوسری طرف بعض مقربانِ بارگاہِ صمدیت کو بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ اس پر وہ غضبِ الٰہی کا مورد ہوئے، ضلالت ان کا مقدر بن گئی اور وہ مادی اقتدار سے کچھ بھی ہوں لیکن سکونِ قلب، طمانیت، باہمی اتحاد، شریفانہ زندگی اور حسنِ اخلاق جیسی خوبیوں سے تہی دامن ہیں۔

ملتِ اسلامیہ جو دعاءِ خلیلؑ کی قبولیت کا زندہ ثمرہ ہے۔ جو دنیا کے سب سے بڑے انسان، سید الانس والجن حضور قائدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت و تعلق رکھتی ہے۔ نماز، روزہ، حج و قربانی وغیرہ جیسے اعمال بجا لانے کے باوجود اور خلیل و حبیب علیہما السلام سے نسبت و تعلق رکھنے کے باوصف تباہ حال ہے، پریشان ہے، اور مختلف الانواع مصائب کا شکار ہے! کیوں؟

اس لیے کہ اس امت نے وراثتِ حقہ کو چھوڑ دیا ہے، اس نے اپنی ذمہ داریاں بھلا دی ہیں، اس کے حکمران جور و جفا کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس کا متمول طبقہ راہِ خدا میں "مِمَّا تُحِبُّوْنَ" کی قربانی سے جی چراتا ہے "العفو" کی قرآنی حقیقت سے ناآشنا ہے، اس کی مذہبی قیادت کے علمبردار افراد کی اکثریت امام اعظم و امام مالک، مجدد الف ثانی اور شاہ ولی دہلوی قدس اللہ اسرارہم کے دینی جذبات سے عاری ہے۔ اس کی عدالتیں مدنی عدالتوں کا نقشہ پیش کرنے سے قاصر ہیں، اس کی منڈیوں اور بازاروں میں دنیا کے سب سے زیادہ سچے تاجر کی ہدایات پر عمل نہیں۔ اور اس کا سیکرٹریٹ اور انتظامی دفاتر دنیا بھر کی خرابیوں اور بے اعتدالیوں کا گڑھ بن چکے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عوام کی بہت بڑی اکثریت "خالات" پر قانع ہے۔ اور الحاد و کفر کی اس روش کو تبدیل کرنے کے لیے جذبۂ خلیلی اور تہورِ ابراہیمی سے کام لینے کے لیے تیار نہیں۔

ایسی ہی قومیں مٹ جایا کرتی ہیں ان کا عروج و اقبال تنزل و بربادی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ دنیا میں ایک ایسے طائفہ کی صورت میں زندہ رہتی ہے جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

آیئے! ان مقدس ساعتوں میں اپنے اندر ایثار و قربانی کی حقیقی روح پیدا کریں اور وہ اسی طرح ممکن ہے کہ خلیل و حبیب علیہما السلام کے الفاظ میں اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِىَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا۔ اور اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پکار اٹھیں، قولاً ہی نہیں بلکہ عملاً بھی۔

خداوند کریم حسنِ عمل کی توفیق دے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

---

**دعائے صحت** حضرت شیخ التفسیر لاہوری قدس سرہ کے ابتدائی دور کے شاگرد مولانا حکیم محمد صادق صاحب آف پیر کوٹ (گکھڑ) شدید علیل ہیں۔ احباب اور بزرگوں سے صحت کی دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

# ضروری اعلان

کاغذ اور دیگر اشیاء صرف کی ہوشربا گرانی کی وجہ سے یکم جنوری ۶۶ء سے پرچہ کا بدل اشتراک حسب ذیل ہوگا:

| | | | |
|---|---|---|---|
| سالانہ | ۰۰ــــ۳۸ | سہ ماہی | ۵۰ــــ۹ |
| ششماہی | ۰۰ــــ۱۹ | فی پرچہ | ۷۵ پیسے |

(ادارہ)

مجلسِ ذکر

# پانچ ہدایاتِ نبویؐ اور ہمارا طرزِ عمل

مرتّب
صالح محمد حضروی

حضرت مولانا محمد شعیب مدظلہم مجاز طریقت حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ

بعد الحمد والصلوٰۃ :

مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہمیشہ اخلاص کے ساتھ اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے مقبول بندوں کی صحبت میں آنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

قرآن کی آیت آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائیں وہ کرو۔ اور جن سے آپ روکیں اُن سے رُک جاؤ۔ تو گویا جن کاموں کے کرنے کا آپ فرمائیں ان کا کرنا ثواب اور جن کاموں سے آپؐ نے منع فرمایا اُن سے رُکنا ثواب۔ کرنے والے کاموں میں اطاعت کرنے کی اور نہ کرنے والے کاموں میں اطاعت نہ کرنے کی۔

تو اس ضمن میں حضورؐ کا ایک ارشاد آپ کو سنا رہا ہوں حضرت ابوہریرہؓ کو آپ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ میں پانچ باتیں بتلاتا ہوں جو ان کو یاد رکھے اور عمل کرے اس کو بھی فائدہ اور جو آگے پہنچائے اور جو عمل کرنے والے ہوں ان کو بھی فائدہ ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ! مجھے سنائیں وہ کام میں یاد رکھوں گا' ان پر عمل کروں گا — آپؐ نے فرمایا۔ حرام کاموں سے بچو کہ یہ سب سے بڑی عبادت ہے ۔ مثلاً چوری' اغواء' شراب پینا ، ناحق قتل کرنا ، گالی دینا ، غیبت کرنا ، جھوٹ بولنا ، چغلی کھانا یہ سب حرام کام ہیں ۔ اسی طرح بعض ایسے حرام کام ہیں کہ ان میں تقریباً پچانوے فیصد مسلمان گرفتار ہیں اور میں کیا کہوں ۔ کتنے علماء اور کتنے حافظ قرآن اور قاری قرآن اس بیماری میں مبتلا ہیں ۔ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ فَھُوَ فِی النَّارِ ۔ کیا مطلب ؟ کہ جو شلوار کا حصّہ یا تہبند کا حصّہ ٹخنوں سے نیچے ہے وہ دوزخ میں ہے کہ مردوں کے لیے ٹخنوں کے نیچے اپنے تہبند یا شلوار کو کرنا یہ حرام ہے۔ اب آپ سوچیں کہ کتنے ہیں جن کے تہبند اور شلواریں ٹخنوں سے نیچے ہوتی ہیں۔ اس میں علماء گرفتار ، حافظ گرفتار ، حاجی گرفتار وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ سب کو بچائے ۔ اور ایک اور بات کہ اگر اسی طرح ٹخنوں سے نیچے کئے ہوئے تہبند اور شلوار کے ساتھ نماز پڑھے تو نماز نہیں ہوتی ۔ اگر امام اس طریقہ سے امامت کرائے تو اس کی امامت ناجائز ہے ۔ تمام نمازیوں کا بوجھ اس پر ہے۔

ایک اور بات عرض کروں ۔ ناراض نہ ہونا ۔ تکبر سے نہیں کہتا ۔ واقعی طور پر کہتا ہوں ۔ مثلاً حضورؐ نے فرمایا۔ قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی ۔ ایک بات جس میں آج ننانوے فیصد مسلمان گرفتار ہیں ۔ کیا معنیٰ ؟ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ ۔ اب علماء امّت کا فیصلہ ہے کہ ایک مشت سے داڑھی کم رکھنا یا منڈانا حرام ہے ۔ مسئلے کی بات کر رہا ہوں یہ نہ سمجھیں کہ تکبر کر رہا ہے ۔ چال کر رہا ہے ۔ میں آپ سب کو اپنے سے بہت بہتر سمجھتا ہوں لیکن مسئلہ تو صحیح سنانا ہی پڑتا ہے کہ ایک بالشت سے کم داڑھی اگر رکھی جائے منڈاتا یا کترانا ہے ، حرام ہے ۔ اب اس میں کتنے مسلمان ہیں جو مبتلا ہیں ؟ پھر غذا حرام کی ۔ اس میں کتنے مسلمان گرفتار ہیں ۔ بینک کا سود کھائیں گے رشوت لیں گے ۔ اس کے علاوہ خیانت ، بے ایمانی ، دھوکہ ، یتیموں کا مال کھانا ، نگاہ حرام کی اٹھانا ، گناہوں کی طرف چل کر جانا ، ہاتھوں سے گناہ کرنا ، کانوں سے بری بات سننا ، زبان سے برا بولنا سب حرام کام ہیں ۔ فرمایا ۔ سب سے بڑی عبادت یہ ہوگی کہ حرام کاموں سے بچو ۔ ایک تو یہ ہے

نماز۔ یہ تو عبادت ہے۔ حج، ذکر، نفل سب عبادت ہیں لیکن بُرے کاموں سے بچنا یہ بھی عبادت ہے۔ یہ بات بھی آپ سمجھیں۔

دوسرا اپنی قسمت پر راضی رہو جو کچھ اللہ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ تجارت سے، زراعت سے، صنعت و حرفت سے، ملازمت سے، کسی طریقے سے، توکّل سے، یہ سب سے بڑی غنا ہے لَاغِنَاءَ اِلَّاغِنَی النَّفْسِ۔ غنی وہ ہے جو دل سے غنی ہو۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ ہمارا کام اس کے دروازے پر حاضری دینا ہے رزق دینا اس کا کام ہے۔ جس طریقے سے وہ دے گا۔ اپنوں سے دے، بیگانوں سے دے، زمین سے بھیجے، آسمان سے بھیجے، کسی ذریعے سے بھیجے، بغیر کسی ذریعے کے بھیجے۔

حضورؐ فرماتے ہیں دنیا کے کاموں میں جو تمہیں اپنے سے غریب نظر آئے ان پر نظر رکھو۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے کھانے کے لیے طعام، رہائش کے لیے مکان اور دیگر آسائشیں دے رکھی ہیں تاکہ اللہ کی نعمتوں کی قدر آئے۔ اس لیے حضورؐ نے فرمایا کہ دنیا کے کاموں میں تم اپنے سے غریب کو نگاہ میں رکھو، اپنے سے اونچوں کو نہ دیکھنا تاکہ نعمت کی بے قدری نہ ہو اور اس کے ساتھ دوسری یہ بات بھی ہے کہ دین کے معاملے میں اپنے سے بڑوں پر نظر رکھو کہ فلاں کتنا نیک ہے، کتنا عابد و زاہد ہے، کتنے نیک اخلاق کا مالک ہے، میں بھی کچھ نیک کام کر لوں تاکہ میری بھی عاقبت بن جائے۔ دین کے معاملے میں اپنے سے بڑوں کے پیچھے چلو تاکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کی توفیق نصیب ہو۔ دنیا میں اپنے سے زیادہ جو غریب ہو اس کو دیکھو تاکہ جو نعمت اللہ نے دے رکھی ہے اس کی قدر و قیمت معلوم ہو۔ تو فرمایا۔ سب سے بڑی تونگری یہ ہے کہ اپنی قسمت پر راضی رہنا، شکوہ نہ کرنا۔ اپنی قسمت پر راضی رہنے سے شکر کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اور اگر اپنی قسمت پر راضی نہ رہے تو ناشکری کرے۔ نیز فرمایا۔ مومن وہ ہے کہ جو کام اپنے حق میں پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے۔ اس کی ایک دو مثالیں ذکر کرتا ہوں۔ کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہر کوئی ہماری عزت کرے ہمارا حق ہے کہ ہم بھی ہر ایک کی عزت کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا شکوہ کوئی نہ کرے، ہماری غیبت کوئی نہ کرے، ہماری چغلی کوئی نہ کرے، ہم پر جھوٹا بہتان کوئی نہ لگائے۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم کسی کی چغلی نہ کریں، کسی کی غیبت نہ کریں، کسی پر جھوٹا بہتان نہ لگائیں، کسی کی بے عزتی نہ کریں۔ تم چاہتے ہو کہ ہمارے ماں باپ کی ہر کوئی عزت کرے اور ہماری اولاد کو ہر کوئی شفقت کی نگاہ سے دیکھے تو آپ پر بھی فرض ہے کہ ہر ایک کے ماں باپ کا عزت سے نام لیں، عزت سے ان کو پکاریں۔ ان کا احترام کریں اور ہر ایک کی اولاد پر شفقت کا ہاتھ پھیریں۔

اسی مضمون کو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو بڑوں کا احترام نہ کرے اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ ہم میں سے ہی نہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ۔ کلمہ پڑھنے والو! اللہ کی مخلوق پر تم رحم کرو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتوں کی بارشیں نازل کرے گا۔

چوتھی بات یہ فرمائی کہ اپنے پڑوسی سے نیک سلوک کرو کہ یہ ایمان کی نشانی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ پڑوسی اگر قریبی بھی ہو تو اس کے دو حق ہیں۔ پڑوسی ہونے کا اور قریبی بھی ہونے کا اور اگر پڑوسی ہے قریبی نہیں ہے، بیگانہ ہے تو اس کا اکہرا حق ہے۔ اس لیے پڑوسی سے بہترین سلوک کرو۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ۔ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ قَالَ مَنْ لَّا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ۔ تین دفعہ آپؐ نے فرمایا خدا کی قسم مومن نہیں، مومن نہیں، مومن نہیں۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کس کے حق میں آپ یہ بات فرما رہے ہیں۔ فرمایا۔ جس کی شرارتوں سے اس کے پڑوسی کو امن نہ آئے۔ پڑوسی کو ستاتا ہے، بے جا ان کو تنگ کرتا ہے۔ خواہ مخواہ اس پہ الزام لگاتا ہے۔ اس کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کرتا ہے عام مسلمان ان باتوں میں گرفتار ہیں کہ نہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ حضور نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات کو سنیں اور

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

خطبہ جمعہ

# نبوّت کا پروگرام مسجد کے واسطہ سے سمجھ میں آئیگا

مرتب : محمد سعید الرحمٰن علوی

حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب، قاضی عدالت شرعیہ، پنجاب

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصًا علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء

امابعد :

محترم حضرات ! انسان دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے ایک تو یہ جسم خاکی جو آگ مٹی، پانی اور ہوا سے مرکب ہے اور جس کو بدن کہتے ہیں یہ محسوس ہے اس کا رنگ روغن نظر آتا ہے کہ سفید رنگ کا قدو قامت ہے یا سیاہ فام ہے یا سرخی مائل ہے یا گندم گوں ہے اور پھر اس کی لمبائی اور چوڑائی کا اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ چھ فٹ کا آدمی ہے یا چار پانچ فٹ کا۔ یہ محسوس بدن انسان کی ایک چیز ہو گئی اور ایک جزو وہ ہے جو انسان میں نظر نہیں آتی، غیر محسوس ہے صرف اس کے افعال دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس کا رنگ کیا ہے، مقدار کیا ہے اور کہاں رہتی ہے۔ ہم کیا بتا سکیں گے۔ جن لوگوں کا آج دعوے ہے کہ سائنس بہت عروج پر ہے اور ترقی کر گئی ہے وہ نہیں بتا سکتے کہ روح کیسی چیز ہے، کہاں رہتی ہے، دماغ میں ہے دل میں ہے یا جگر میں۔ وہ نہ اس کے رنگ کی تعیین کر سکتے ہیں نہ مقدار کا تعیین کر سکتے ہیں اور نہ مکان کی تعیین کر سکتے ہیں۔

تو انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ محسوس جو نظر آتی ہے یہ بدن خاکی ہے اور دوسری غیر محسوس جو رنگ، مقدار اور مکان کے لحاظ سے غیر معین ہے جس کو روح کہتے ہیں۔ گویا جب یہ دو چیزیں محسوس و غیر محسوس ملیں تو کوئی زید بن گیا کوئی عمر بن گیا، ایک انسان بن گیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے اعلیٰ جز کون سی ہے اور ادنیٰ کون سی ہے تو جو چیز پستی میں ہے وہ یقینًا پست درجہ کی ہوگی۔ آب و گل کے ساتھ رشتہ اس بدن کا ہے، پانی کے ساتھ ہے، آگ کے ساتھ ہے ہوا اور مٹی کے ساتھ ہے۔ عالم سفلی کی وجہ سے یہ تمام اس کائنات سفلی کے رشتہ دار ہیں۔ اس کا ایک جہان کے ساتھ تعلق ہو گیا اور وہ جو لامکان جز ہے۔ اور جس کا ہم شعور نہیں کر پاتے، جس کا ہم اندازہ نہیں کر پاتے اور جس کے ہم نہ رنگ کی تعیین کر سکتے ہیں اور نہ مقدار و مکان کی۔

تو اس جز کا تعلق عالم بالا سے ہے۔ وہ عالم بالا کی جز ہے۔ قرآن کریم نے اس پر ہماری علمی استعداد کے مطابق ایک بات کہی کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔ کہ اے نبی کریمؐ ! آپ سے یہ لوگ روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ اتنی بات ان سے کہہ دیجئے کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔ روح کیا ہے ؟ کہہ دیں ایک میرے رب کا حکم ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحؒ اس جملے کو سمجھانے کے لیے اپنی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں کہ روح اور بدن کی مثال ایسے ہے جیسے ایک کارخانہ ہو، اس کارخانے میں مختلف قسم کی مشینیں لگی ہوں۔ ہر مشین میں بہت سے کل پرزے ہوں۔ ان تمام پرزوں کو جوڑ کر ہر مشین کو فٹ کیا جاتا ہے۔ جب ہر مشین فٹ ہو جاتی ہے تو [illegible] سے ہر مشین کی طرف جدا جدا راستے سے کرنٹ چھوڑ دیا جاتا ہے آنِ واحد میں ہر مشین اپنی ساخت کے مطابق گھومنے اور کام کرنے لگتی ہے۔ فرماتے ہیں پرزوں کو جوڑنا یہ پہلی تخلیق ہے۔ اسی طرح بدن انسانی میں آنکھوں کا بنانا، کانوں کا بنانا، سر کا بنانا، سر کی ایک ایک شریان کا بنانا، جگر کو بنانا۔ اور جگر کی ایک ایک رگ کو بنانا اور اسی طریقہ سے دل و دماغ کی

شریانوں کو بنانا یہ ساری چیزیں بدن کی فٹنگ ہے اور پھر
عالم بالا سے اس کا بٹن دبا دیا جاتا ہے کہ آنکھ بھی متحرک
ہوگئی، کان کی قوت سماعت نے بھی کام شروع کر دیا،
زبان بھی حرکت میں آگئی۔ ہاتھ اور پاؤں بھی حرکت میں آ
گئے۔ بس اس بٹن دبانے کا نام ہے روح۔ معلوم ہوا کہ
اوپر سے بدن کی مشین کا کنکشن جوڑ دیا جاتا ہے کہ وہاں سے
بٹن دباتے ہی یہ ساری مشین حرکت میں آجاتی ہے۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ انسان نام ہے دو چیزوں
کا۔ ایک یہ جز عالم سفلی کی اور ایک عالم بالا کی جز۔ اور
جو جز عالم بالا کی ہے یقیناً اس کا درجہ بڑا ہے لہٰذا
روح کا درجہ بڑا ہونا چاہیے۔ یہ آنکھیں کام نہیں کر
سکتیں جب تک کہ وہ روح نہ ہو۔ یہ کان کام نہیں کر
سکتے۔ ہاتھ پاؤں حرکت نہیں کر سکتے جب تک روح نہ ہو۔
بدن کا ایک ایک جز اس عالم بالا کی جز کا محتاج ہے۔
معلوم ہوا اصل پاور، طاقت اور قوت اس کا نام ہے
اور یہ صرف اس کے اوزار اور ہتھیار ہیں۔ جس کے ساتھ
وہ عالم بالا کی جز کا کام کرتی ہے۔ اب اعلیٰ درجہ کی
جز عالم بالا کی ہوگی اور اسفل جز اس عالم سفلی کی۔

تو اب انسان اعلیٰ درجہ اور ادنیٰ درجہ کی دو جزوں
کا نام بن گیا۔ ایک کا نام روح اور دوسری کا نام بدن خاکی
ہے۔ اب شریعت نے اس ادنیٰ درجہ کے لیے اسی کے
تناسب کے ساتھ قبلہ مقرر کیا۔ اور اس اعلیٰ درجہ کے لیے
بھی قبلہ مقرر کیا اس کی مناسبت کے ساتھ۔ إِنَّ أَوَّلَ
بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ۔
سب سے پہلا گھر جو عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا ہے وہ
مکہ مکرمہ میں ہے۔ اس میں ایک بات تو بڑی برکت والی
ہے کہ جو وہاں جائے گا بابرکت لوٹے گا۔ بشرطیکہ اس
کے دل میں اس کی قدر بھی ہو اور دوسرا هُدًى لِّلْعَالَمِينَ
کہ سارے جہان کی راہنمائی کا حق بھی اسی گھر کو ہے۔ تو
برکت اور ہدایت یہاں سے پھوٹ پھوٹ کر دنیا میں پھیلے گی
برکت بھی یہاں سے جائے گی اور راہنمائی بھی یہاں سے جائیگی۔

اللہ پاک نے اس بدن کا قبلہ مقرر کیا کہ جب یہ بدن
محسوس ہے تو اس کا قبلہ بھی محسوس ہونا چاہیے۔ وہ
مکان محسوس ہے اس کا جاہ و جلال محسوس ہے۔ اس کے
انوار و تجلیات تو وہ لوگ جانتے ہوں گے جن کی باطنی
آنکھیں ہوں گی۔ لیکن اس کے ظاہر کو ایک مرتبہ دیکھنے
کے بعد کوئی بدقسمت انسان ہی ہوگا جو کسی دوسری کوٹھی
کے دیکھنے کا خواہشمند ہو۔ بلکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی
زیارت کرنے کے بعد پھر کوئی بدذوق انسان ہوگا جو یہ
کہے گا کہ میں انگلینڈ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ دو شہر
دیکھنے کے بعد کسی شہر کا شوق پیدا نہیں ہوتا۔ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس سے واپس آنے کے بعد
قدرتی طور پر کسی جگہ کی زیارت کی آرزو اور خواہش نہیں
رہتی۔ پہلے شوق ہوتا ہے۔ فلاں بزرگ کی زیارت کو جانا
چاہیے۔ واللہ اعلم۔ میں اپنا تاثر بیان کر رہا ہوں یا سب
پر ہی یہ اثر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس مکان کو دیکھنے کے
بعد کسی مکان کو دیکھنے کی تڑپ دل میں پیدا ہی نہیں ہوتی۔

کعبۃ اللہ ظاہر، بدن بھی ظاہر اس لیے یہ بدن کا
قبلہ ہے۔ اس لیے اللہ نے اس کی طرف منہ کرنے کا
حکم دیا۔ روح کا قبلہ، تو اس سلسلہ میں حدیث جبریل
میں جبریل علیہ السلام کا سوال مالاحسان؟ احسان کی
قرآن میں بھی تعریف ہے ان اللہ یحب المحسنین۔ تو
حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اَنْ تعبد اللہ کانک تراہ
فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ یعنی عبادت یوں
کرو کہ تم خدا کو دیکھ رہے ہو ورنہ کم از کم یہ تو
سمجھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ روح
کو ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رکھو۔ روح کے ساتھ وہی
قبلہ مناسب ہے کیونکہ روح بھی لامکان وہ بھی لامکان
نہ روح کی جگہ متعین نہ اس کی جگہ متعین، نہ روح کا
پتہ کوئی دے سکتا ہے کہ رنگ کیسی؟ مقدار کتنی وغیرہ
ذالک، یہی حال اسی ذات بابرکات کا ہے۔

چونکہ جنس اپنی جیسی چیز کے ساتھ مانوس ہوتی ہے
اس لیے روح کا معاملہ خدا سے ہی ہوگا اپنی مناسبت
کی وجہ سے روح کا قبلہ خدا ہوگا یعنی ہر وقت روح
اسی کی طرف متوجہ رہے۔

اور یہ حکمت صرف قبلہ ہی میں نہیں، ہر پروگرام
میں ہے کہ دونوں جزوں کا لحاظ وہاں ہوگا۔ اسی سے کامیابی
ہوگی۔

اس بدن کے زندہ رکھنے کے لیے کھانے پینے، کپڑے مکان کی ضرورت ہے اور ان ضروریات کی تکمیل کے لیے کھیتی، کارخانہ وغیرہ کی ضرورت ہے تب یہ گاڑی چلے گی اسی طرح روح جو اعلیٰ جز ہے اس کو زندہ رکھنے کے لیے روحانی غذا کی ضرورت ہے ورنہ وہ مر جائے گا۔ تو اب جو بھی نظام دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے وہ ایسا کرو کہ معاشیات و روحانیات کا حسین امتزاج ہو ورنہ بات بنے گی نہیں۔ صرف معاشی نظام کو پیش کرنے والے انسان کو انسان نہیں چھوڑیں گے، روحانیت ختم ہو جائے گی۔ اس طرح گدھا بلی وغیرہ والی حالت ہو جائے گی کیونکہ معاشی پروگرام ان کا بھی ہے اور صرف روحانی پیغام کا پرچار کہ جنگل میں نکل جاؤ، بال بچے، دنیا دوست احباب سب چھوڑ دو، یہ رہبانیت ہے۔ اس میں بدن بالکل تباہ ہو جائے گا۔ اگر محض اسی مقصد کے لیے انسان کو پیدا کیا جاتا تو فرشتے انسان سے ہزار درجہ بہتر تھے۔ اگر انسان نہ ہوتا تو زمین کی کاشت کون کرتا؟ کارخانے کون چلاتا؟ تعمیرات کون کرتا؟ تو جس طرح محض معاشی پروگرام کے علمبردار انسانیت کے نقطہ نظر سے غلط ہیں۔ اسی طرح محض روحانیت کا پرچار کرنے والے بھی انسانیت کی خدمت نہیں کر رہے۔

انسان جب ترقی کرے گا دونوں باتیں ساتھ ساتھ ہوں گی اور چنانچہ انبیاء کی تعلیم میں دونوں چیزیں ہیں۔ آدم علیہ السلام کے جنت میں لے جانے اور وہاں سے دنیا میں لانے کا فلسفہ بقول شاہ عبدالعزیزؒ یہی ہے کہ وہاں نہریں، درخت، باغات، کھیتی، مکانات دیکھے اور اس سے دنیا کی تعمیر میں فائدہ اٹھایا۔ گویا اصل مقام جنت تھا اور ہے اور جب وہاں سے آئے تو سب سے پہلے جس چیز کا اہتمام فرمایا وہ عبادت کا گھر تھا۔ یعنی خانہ کعبہ اور چالیس سال بعد حضرت آدم علیہ السلام دوسرا گھر تعمیر کرتے ہیں تو وہ بیت المقدس ہے۔ تو پہلے نبی یعنی آدم علیہ السلام نے دو مسجدیں بنائیں۔ اسی طرح آخری پیغمبرؐ نے — درمیان کی کڑیاں چھوڑتا ہوں — مدینہ پہنچ کر یعنی ہجرت کے بعد مکانات، دکانات اور دوسری ضروریات سے قطع نظر کر کے پہلا کام جو کیا وہ قبا میں مسجد کی تعمیر تھی اور دوسرا کام مسجد نبوی کی تعمیر کا کیا۔ گویا نبوت کی ابتدا اور انتہا اس بات پر متفق ہے کہ انسانیت کا تعلق مسجد سے رہے گا تو وہ کامیاب ہوگی۔ ورنہ ناکام ہو جائے گا۔ اس تعلق میں کارخانوں، منڈیوں، پولیس، عدلیہ سب کا مسجد سے تعلق ہونا ضروری ہے۔ یعنی جس چیز کا مسجد سے تعلق نہیں وہ ختم ہو جائے گی. برباد ہو جائیگی ہر انسانی شعبہ مسجد سے متعلق ہونا ضروری ہے — بازار ملاوٹ، کھوٹ، کم تولنے وغیرہ سے باز تب آئے گا جب مسجد سے تعلق ہوگا۔ کارخانہ انسانیت کے لیے فلاح و ترقی کا باعث تب ہوگا جب اس کا تعلق مسجد سے ہو۔ کسان کا مسجد سے رابطہ ہو، عدلیہ مسجد سے مربوط ہو۔ حکومت مسجد سے وابستہ ہو۔ وغیرہ ذالک۔ تو معاملہ درست رہے گا۔

اسلام نے پانچ چیزیں حکومت کے ذمہ لگائیں۔ روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم، علاج۔ جو حکومت ان پانچ چیزوں میں سے ایک کے بھی فراہم کرنے میں ناکام ہو گئی وہ حکومت کہلانے کی مستحق نہیں۔ کیونکہ یہ بنیادی مسئلے ہیں۔ اور یہ حکومت، یہ قوت اور یہ سب کچھ خدا کے سامنے ذرہ بے مقدار ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ خدا سب کچھ ہے، علام الغیوب ہے، قدرت و طاقت اس کے قبضہ میں ہے، لا منتہا ہے، اس کے مقابلہ میں کسی کی کیا حیثیت؟ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ اذان کی آواز سنتے تو بڑے دربار کی حاضری کے خوف سے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی اور حضرت علیؓ سے بڑھ کر حضور علیہ السلام کا یہ عالم ہے کہ بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سحری کے وقت آپ اَللّٰھُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ فرماتے ہیں یعنی اے اللہ! جیسی تو اپنی ذات کی تعریف کر سکتا ہے میں ایسی تیری تعریف نہیں کر سکتا۔ اور حضور علیہ السلام اس کے ذریعہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ باوجود شان و عظمت جو خدا نے مجھے دی ہیں پھر بھی محدود ہوں۔ میری ایک انتہا ہے لیکن جو لامحدود ہے، بے انتہا ہے، وہ صرف اور صرف خدا ہے۔

اس ذات برتر و بزرگ کا اس قسم کا تصور لے کر جب ہر شعبہ حیات میں کام کرنے والا کام کرے گا تو خیر ہو گی۔ بہتری ہو گی۔ حج کے موقعہ پر ایک عورت کہتی ہے کہ "عمرؓ! قانون بنانے سے کچھ نہیں بنتا. جب تک قانون

بنانے والے قانون کی نگرانی نہیں کریں گے اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت عمرؓ ایک غریب اور مفلوک الحال، بیمار و معذور عورت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں لیکن صبح سویرے ان کی آمد سے پہلے سب کام ہو گئے۔ دو تین دن اسی کش مکش کے بعد ایک دن اچانک حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہو گئی جو اس بوڑھی کی خدمت کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں کہ آپ سب سے آگے ہیں۔

• اس قصہ سے بتانا یہ مقصود ہے کہ ایک خلیفہ ہے دوسرا بننے والا ہے۔ لیکن یہ احساس موجود ہے کہ ایک معذور عورت کی ضروریات پوری نہ ہوئیں تو خدا ناراض ہوگا اور (معاذ اللہ) خدا پوچھے گا۔ اور یہ ذہن اُن ارباب حکومت کا مسجد سے بنا اور کسی جگہ سے نہیں۔ آج جو کسی کی جان، آبرو، عزت، مال کچھ بھی محفوظ نہیں تو کیوں؟ اس لیے کہ اوپر والوں کا مسجد سے تعلق نہیں۔

یہ حزب اختلاف والے کیا کہہ رہے ہیں، پیپلز پارٹی سے نکلے ہوئے، روٹھے ہوئے کیا کہہ رہے ہیں، کیوں شکوہ کر رہے ہیں؟ ہائی کورٹ کا کیا وقار ہے کہ وہ کسی آدمی کو رہا نہیں کر سکتا؟ لیکن بات کون کرے؟ کریں تو ملک کے دشمن۔ وغیرہ ذالک۔ پاکستان کو برباد کس نے کیا؟ کانگریسیوں نے؟ کسی ایک کانگریسی کا نام بتاؤ۔ اسے دو ٹکڑے کرنے والے کون تھے؟

ایک اور بات بتاؤ۔ مسلم لیگ کو ختم کرنے والا کون ہے؟ یہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بات کرنا جرم نہیں لیکن جناح کی توہین ہر زمانہ میں قابل دست اندازی پولیس جرم رہا۔ اور ہے۔ لیکن اس جناح کی مسلم لیگ کس نے برباد کی؟ ایوب خاں اور یحییٰ خان نے۔

اور جناح کی دوسری یادگار، پاکستان تھی! وہ کس نے تباہ کی؟ کسی کانگریسی نے نہیں یہ کام بھی مسلم لیگیوں نے کیا! ایسکی بچے کون؟ اور ٹوکے کون؟ اور کہاں ٹوکے؟ بڑے لوگ مسجد میں آتے تو دنیا ان سے پوچھ سکتی، ٹوکتی۔ جیسا کہ لوگوں نے اپنے حکمرانوں سے محاسبہ کیا، لیکن وہ آتے ہی نہیں محاسبہ کون کرے؟ کیسے کرے؟ مسجد میں آنے سے قومی تنظیم، وقت کی پابندی، ڈسپلن، اطاعت امیر اور قانون کی پابندی وغیرہ نصیب ہوتی ہے۔

تو میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان روح و جسم سے بنا ہے ان دو اجزا کو باقی رکھنے کے لیے معاشی اور روحانی نظام کی ضرورت ہے۔ محض معاشی نظام بھی غلط اور محض روحانی بھی مناسب نہیں۔ اس لیے نبوّت دونوں کے امتزاج سے پروگرام پیش کرتی ہے۔ جیسے مسجد ہے، نماز کی حاضری ہے اس میں عبادت و بندگی ہے۔ تو دوسری خوبیاں اور بھلائیاں بھی ہیں۔ مثلاً وقت کی پابندی، تنظیم، ڈسپلن وغیرہ۔

اسی طرح نبوّت کے ہر پروگرام میں دونوں چیزیں ساتھ ساتھ ہوں گی اور اس کے بغیر نہ ہمیں چین نصیب ہوگا نہ دنیا کو۔

خدا تعالیٰ ہمیں نبوّت کے پروگرام کو اپنانے کی توفیق دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

## عیدالاضحیٰ کی نماز

۱۴ر دسمبر کو باغ بیرون شیرانوالہ دروازہ لاہور میں ۹ بجے ادا کی جائے گی۔ خطابت و امامت کے فرائض مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مدظلہٗ قاضی عدالت شرعیہ پنجاب انجام دیں گے۔ (ناظم)

## آیت کریمہ

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر لاہوریؒ ۱۱ر دسمبر کو مجلس ذکر اور آیت کریمہ کا ورد کرائیں گے۔ اور ۱۲ر دسمبر کو جمعہ کا خطبہ بھی شیرانوالہ مسجد میں ارشاد فرمائیں گے۔

(ناظم)

# عید قربان

(۱)

باپ کو خواب میں یہ حکمِ خدا آ پہنچا
"اے خلیل اللہ! ترا وقتِ وفا آ پہنچا
اپنے بیٹے کو مرے نام پہ قرباں کر دے
نورِ ایماں کو مثالِ مہِ تاباں کر دے"

(۲)

باپ نے بیٹے کو یہ خواب سنایا آ کر
دیدہ و دل کو گلے اس نے لگایا آ کر
اور کہا "حق پہ فدا آج مری جاں ہو جاؤ
اس جہاں میں مرے اللہ کا فرماں ہو جاؤ"

(۳)

سن کے ارشاد نہ سوچی کوئی اس نے تاویل
باپ کے حکم کی بیٹے نے وہیں کی تعمیل
طاعت و زہد کی تصویر بنا اسمٰعیلؑ
باپ کے خواب کی تعبیر بنا اسمٰعیلؑ

(۴)

ہے زمانے میں بہت آج بھی اولادِ خلیلؑ
لیکن افسوس نہیں ان میں کوئی اسماعیلؑ
باپ کے حکم کی تعبیر سے مغرور ہیں ہم
یوں تو کہنے کے لیے وقت کے منصور ہیں ہم

(۵)

صفحۂ دہر پہ آزاد بھی، مردود بھی ہے
باغِ شداد بھی ہے، آتشِ نمرود بھی ہے
سوچتا رہتا ہوں، دنیا میں وفا ہے کہ نہیں
ایک بھی بندۂ تسلیم و رضا ہے کہ نہیں

★ ——— آزاد شیرازی مدیر "تذکرہ" لاہور

# وقوف عرفہ کی اہمیت اور فضیلت

عبدالرحمٰن لدھیانوی شیخوپورہ

حج کا سب سے اہم رکن ۹ویں ذی الحجہ کو میدان عرفات کا وقوف ہے۔ اگر یہ ایک لحظہ کے لئے بھی نصیب ہو گیا تو حج نصیب ہو گیا اور اگر کسی وجہ سے حاجی ۹ ذی الحجہ کے دن اور اس کے بعد والی رات کے کسی حصہ میں بھی عرفات نہ پہنچ سکا تو اس کا حج فوت ہو گیا۔ حج کے دوسرے ارکان و مناسک طواف، سعی، رمی جمرات وغیرہ اگر کسی وجہ سے فوت ہو جائیں ان کا کوئی نہ کوئی کفارہ اور تدارک ہے لیکن اگر وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو ان کا کوئی تدارک نہیں ہے۔

۱۔ عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ حج کا خاص الخاص رکن (جس پر حج کا دار و مدار ہے) وقوفِ عرفہ ہے جو حاجی مزدلفہ والی رات میں بھی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس نے حج پا لیا اور اس کا حج ہو گیا۔

یوم نحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ کے بعد منیٰ میں قیام کے تین دن ہیں جن میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے۔ اگر کوئی آدمی صرف دو دن میں ۱۱، ۱۲ کو رمی کر کے جلد ہی منیٰ سے چل دے تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں اور اگر کوئی ایک دن مزید ٹھہرے یعنی ۱۳ ذی الحجہ کو رمی کر کے وہاں سے جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ یا الزام نہیں ہے دونوں باتیں جائز ہیں۔ (جامع ترمذی۔ سنن ابوداؤد، سنن نسائی، ابن ماجہ)

تشریح:۔ یوم العرفہ کے بعد ۱۰ ذی الحجہ کو یوم النحر ہے جس میں ایک جمرہ کی رمی اور قربانی اور حلق (حجامت) وغیرہ کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور اسی دن مکہ جا کر طوافِ زیارت کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد منیٰ میں زیادہ سے زیادہ تین دن اور کم سے کم دو دن ٹھہر کر تینوں جمروں پر کنکریاں مارنا مناسک میں سے ہے۔

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ اپنے بندوں کے لئے جہنم سے آزادی اور رہائی کا فیصلہ کرتا ہو۔ اس دن اللہ تعالےٰ اپنی صفتِ رحمت و رافت کے ساتھ عرفات میں جمع ہونے والے بندوں کے بہت ہی قریب ہو جاتا ہے اور ان پر فخر کرتے ہوئے فرشتوں سے کہتا ہے مَا اَرَادَ ھٰؤُلَاءِ دیکھتے ہو! میرے یہ بندے کس مقصد سے یہاں آئے ہیں۔ (صحیح مسلم)

تشریح:۔ عرفات کے مبارک میدان میں ذی الحجہ کی ۹ویں تاریخ کو جو رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا خاص دن ہے جب لاکھوں کی تعداد میں اللہ کے بندے فقیروں، محتاجوں کی صورت بنا کر جمع ہوتے ہیں اور اس کے حضور میں اپنے اور دوسروں کے لئے مغفرت اور رحمت کے لئے دعائیں اور آہ و زاری کرتے ہیں اور اس کے سامنے روتے اور گڑگڑاتے ہیں تو لامحالہ ارحم الراحمین کی رحمت کا اتھاہ سمندر جوش میں آجاتا ہے اور پھر وہ اپنی شانِ کریمی کے مطابق گنہگار بندوں کی مغفرت اور جہنم سے رہائی و آزادی اور وہ عظیم فیصلے فرماتا ہے کہ شیطان جل بھن کر رہ جاتا ہے اور اپنا سر پیٹ لیتا ہے۔

۳۔ طلحہ بن عبید اللہ بن کریز (تابعی) سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ شیطان کسی دن بھی اتنا ذلیل، اتنا خوار، اتنا دھتکارا اور پھٹکارا ہوا۔ اتنا جلا بھنا ہوا نہیں دیکھا گیا جتنا کہ وہ عرفہ کے دن ذلیل و خوار، رو سیاہ اور غصہ سے بھرا ہوا دیکھا جاتا ہے اور یہ صرف اس لئے کہ وہ اس دن

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

# ثمرات الاوراق

## انتخاب لاجواب

خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل مدظلہ

### فراستِ مومن

جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے قیسارہ کو فتح کرکے غزہ کا محاصرہ کیا تو وہاں کے گورنر نے ان کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ آپ گفتگو کے لئے میرے پاس کوئی آدمی بھیجئے۔ حضرت عمرو رضؓ ایک عام آدمی کی حیثیت سے تشریف لے گئے اور گفتگو شروع کی۔ غزہ کا گورنر ان کے حکیمانہ اندازِ گفتگو اور جرأت و بے باکی سے بڑا متاثر ہوا۔ اس نے پوچھا۔

کیا تمہارے ساتھیوں میں تم جیسے کچھ اور لوگ بھی ہیں؟ حضرت عمرو رضؓ نے فرمایا۔ یہ بات نہ پوچھئے۔ میں تو ان میں سب سے کمتر آدمی ہوں، جبھی تو انہوں نے مجھے یہاں بھیجنے کا خطرہ مول لیا،

غزہ نے یہ سن کر انہیں کچھ تحفے دینے کا حکم دیا۔ اور ساتھ ہی دربان کے پاس حکم لکھ کر بھیج دیا کہ "جب یہ شخص تمہارے پاس سے گزرے تو اسے قتل کرکے اس کا مال چھین لو"

حضرت عمرو رضؓ جب واپس جانے کے لئے مڑے تو راستے میں غسان کا ایک عیسائی ملا اس نے حضرت عمرو رضؓ کو پہچان لیا اور چپکے سے بولا عمرو تم اس محل میں اچھی طرح داخل ہوئے تھے اچھی طرح ہی نکلنا"

یہ سن کر حضرت عمرو رضؓ ٹھٹھک گئے وہ فوراً مڑے اور واپس گورنر کے پاس پہنچ گئے، سردار نے پوچھا۔

"کیا بات ہے؟ واپس کیوں آگئے ہو"

حضرت عمرو رضؓ نے جواب دیا۔ آپ نے مجھے جو تحفے دیئے ہیں میں نے انہیں دیکھا تو اندازہ ہوا کہ یہ میرے چچازاد بھائیوں کیلئے کافی نہیں ہیں۔ لہٰذا میرے دل میں یہ آرہا ہے کہ میں اپنے دس بھائیوں کو آپ کے پاس لے آؤں۔ آپ یہ تحفے ان سب میں تقسیم کردیں اس طرح آپ کا ایک تحفہ دس آدمیوں کے پاس پہنچ جائے گا۔ گورنر دل ہی دل میں خوش ہوا کہ اس طرح ایک کے بجائے دس آدمیوں کو قتل کرنے کا موقع ملے گا۔ چنانچہ اس نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو انہیں جلدی سے لے آؤ۔ اور یہ کہہ کر دربان سے کہلا دیا کہ اب اس شخص کو جانے دو"

حضرت عمرو رضؓ محل سے نکل کر دور تک مڑ مڑ کر دیکھتے رہے اور جب خطرے کی حدود سے باہر نکل گئے تو فرمایا آئندہ ان جیسے غداروں کے پاس نہیں آؤں گا"

چند روز کے بعد غزہ کے گورنر کو صلح کی درخواست کرنی پڑی۔ اس مقصد کے لئے وہ خود مسلمانوں کے پاس آیا اور جب حضرت عمرو رضؓ کے خیمے میں داخل ہو کر انہیں امیر لشکر کی حیثیت سے بیٹھا دیکھا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اس نے بوکھلا کر پوچھا

"کیا آپ وہی ہیں؟"

"جی ہاں!" "میں تمہاری غداری کے باوجود زندہ ہوں" حضرت عمرو رضؓ نے جواب دیا۔ (الوصایا الخالدۃ ص ۲۵۷)

### نصیحت

ابو جعفر منصور سلطنت عباسیہ کا مشہور خلیفہ ہے۔ ایک دن اس نے اپنے زمانے کے مشہور عالم اور فقیہ حضرت عبدالرحمن بن قاسم رحؒ سے درخواست کی کہ "مجھے کچھ نصیحت فرمائیے"۔

حضرت عبدالرحمن رحؒ نے فرمایا ایک واقعہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ نے گیارہ بیٹے چھوڑ کر وفات پائی۔ لیکن ان کے ترکہ میں کل سترہ دینار تھے۔ جن میں سے پانچ دینار کفن پہ خرچ ہوگئے اور دو دینار میں قبر کے لئے جگہ خریدی گئی اور اس طرح ہر بیٹے کے حصے میں کل انیس درہم آئے۔

(الیواقیت العصریۃ ص ۱۰۹-۱۱۰)

### میں دن کو سوؤں گا تو خلافت کا بار کون اٹھائیگا

فتح سکندریہ ۲۱ھ کی خبر لے کر

جب ایک قاصد مدینہ آیا تو اس نے اس خیال سے دوپہر کا وقت ہے امیرالمومنین آرام فرما رہے ہوں گے ذرا دم لینے کے لئے بارگاہ خلافت کی بجائے مسجد نبوی کا رُخ کیا۔ اتفاق سے حضرت عمرؓ کی ایک لونڈی بھی وہاں آنکلی۔ اس نے اسی وقت جاکر خبر کی اور ساتھ ہی واپس آئی کہ چلو تم کو امیرالمومنین بلاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فتح کا حال سن کر سجدہ شکر ادا کیا اور جو حاضر تھا مہمان کے آگے رکھا اور کہا تم سیدھے یہاں کیوں نہ چلے آئے قاصد (معاویہ بن خدیج) نے کہا، میں نے خیال کیا کہ یہ آرام کا وقت ہے شاید آپ سو رہے ہوں، فرمایا افسوس تمہارا میری نسبت یہ خیال ہے۔ میں دن کو سوؤں گا۔ تو خلافت کا بار کون اٹھائے گا؟

## ایک معصوم لڑکی کی دیانت و حق گوئی

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق اپنے غلام اسلم کے ہمراہ رات کو مدینہ منورہ میں گشت کر رہے تھے۔ ایک مکان سے آواز سنی کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے کہہ رہی ہے "دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دے" لڑکی نے کہا "ابھی تو تھوڑے ہی دن ہوئے امیرالمومنین نے منادی کرائی ہے کہ دودھ میں پانی ملا کر فروخت نہ کرو۔ عورت نے کہا "اب یہاں نہ امیرالمومنین ہیں نہ منادی کرنے والا" لڑکی نے کہا "دیانت کے یہ خلاف ہے کہ روبرو تو اطاعت کی جائے اور غائبانہ خیانت یہ گفتگو سن کر حضرت عمرؓ بہت محظوظ ہوئے لڑکی کی دیانت اور اس کی حق گوئی پر خوش ہو کر (جو درحقیقت ان ہی کے حق پرست عہد حکومت کا نتیجہ تھی) اپنے بیٹے عاصم کی اس سے شادی کر دی، اس لڑکی کے بطن سے ام عاصمؒ پیدا ہوئیں جو عمرؒ بن عبدالعزیز جیسے نیک بخت اور زاہد و عابد خلیفہ کی والدہ تھیں۔

## حضرت علیؓ کی للہیت اور خود ضبطی کی بے مثال نظیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت علی ایک جنگ میں شامل تھے ایک کافر مدمقابل تھا، جب اس کو گرا کر اس کے سینے پر چڑھے اور اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ یہ واقعہ حضرت مولانا رومؒ نے بھی اپنی مثنوی میں لکھا ہے فرماتے ہیں: ؎

اوخدو انداخت بر روئے علیؓ

افتخار ہر نبی و ہر ولی

یہ دیکھ کر آپ اس کے سینہ سے ہٹ گئے۔ کافر نے کہا اے علی میرے تھوکنے سے تو تم کو اور زیادہ غصہ ہونا چاہیئے تھا یہ کیا ہے کہ مجھے سر سے چھوڑ ہی دیا۔ آپ نے فرمایا پہلے تم سے دشمنی خدا کے لئے تھی اب تو نے مجھ پر تھوکا ہے اس سے میرے نفس کو جوش اور غصہ تو ضرور آگیا ہے مگر اس حالت میں اگر قتل کر دوں تو یہ میرے نفس کی غیرت کا اظہار ہو گا اس کو غیرت الٰہی اور للّٰہیت سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔ کافر پر اس ایثار نفسی کا ایسا اثر ہوا کہ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

## حضرت سعید بن مسیّب کی صاف گوئی

۹۱ھ میں خلیفہ ولید حج سے فارغ ہو کر مدینہ گئے۔ اس زمانہ میں عمرؒ بن عبدالعزیز مدینہ کے گورنر تھے۔ خلیفہ نے مسجد میں جانے کا ارادہ کیا۔ حکم ہوا سب لوگ مسجد سے باہر نکال دیئے جائیں لیکن سعیدؒ بن مسیّب ایک بزرگ باوجود اصرار کے بیٹھے رہے اور کہنے لگے یہ عجیب خلیفہ آیا ہے جو خانہ خدا میں بھی لوگوں کو نہیں بیٹھنے دیتا۔ جب خلیفہ مسجد کے دروازے پر آگیا تو پہرہ داروں نے کہا خلیفہ آتے ہیں، سلام کو اُٹھئے۔ کہا خدا کے گھر میں دو کا سلام نہیں ہو سکتا۔ کیا مسجد میں اس امتیاز کی ضرورت ہے؟ مسجد میں بادشاہ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے آنا چاہیئے خلیفہ کی نظر جب سعید پر پڑی تو پوچھا کون ہے۔ عمرؒ بن عبدالعزیز کو سعیدؒ کا ادب ملحوظ تھا اور ان کے زہد و ورع کے قائل تھے۔ کہا سعیدؒ ہیں بصارت میں فرق آگیا ہے۔ حضور کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور سلام کرتے خلیفہ نے کہا میں خود ان کے پاس جاؤں گا۔ خلیفہ نے ان کا مزاج پوچھا تو کہا، الحمد للہ خیریت ہے۔

## اعمشؒ کوفی کا دندان شکن جواب خلیفہ ہشام کو

خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے ایک مرتبہ اعمشؒ کو ایک خط لکھا کہ عثمانؓ بن عفان کے مطایب اور علی بن ابی طالب کے مثالب جمع کر کے میرے پاس بھیج دو۔

اعمشؒ نے پہلے تو کوئی جواب نہ دیا لیکن جب سختی سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے مجبور ہو کر لکھا۔

اے ہشام اگر عثمانؓ میں دنیا بھر کی بھلائیاں موجود ہیں تو تیری ذات کو اس سے کوئی فائدہ نہیں، اگر علیؓ میں زمانہ بھر کی برائیاں ہوں تو تیری ذات کو اس سے کچھ نقصان نہیں۔

# مدینہ طیّبہ کی عظمت و محبوبیّت

عبدالرحمٰن لدھیانوی

تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سیّدنا و مولانا حبیبنا و شفیعنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ قرب و منزلت میں اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص آپ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ آپ جملہ انبیاء کے سردار اور خاتم ہیں۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کوئی شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے ماں، باپ، اولاد سے بڑھ کر محبت نہ کرے۔

اس لیے ضروری ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس چیز سے محبت ہے ہم بھی اُسے محبوب جانیں۔ منجملہ ان محبوب چیزوں کے مدینہ طیبہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبت تھی۔ جہاں ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس سال مقیم رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری آرام گاہ بھی اسی جگہ واقع ہے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ اس امر کی وضاحت کے لیے نقل کی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ قارئین ان کے مطالعہ سے اپنے ایمان و محبت کی کیفیات میں لذت افروز ہوں گے۔

(۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام "طابہ" رکھا ہے۔ جس کے معنی پاکیزہ اور خوش گوار کے ہیں۔ اس میں روحوں کو سکون، پاکیزگی اور خوشگواری نصیب ہوتی ہے۔

(صحیح مسلم)

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم نے مکہ کے حرم ہونے کا اعلان کیا تھا اور میں مدینہ کے حرم ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ اس میں خون ریزی نہ کی جائے۔ کسی کے خلاف ہتھیار نہ اُٹھایا جائے۔ جانوروں کے چارے کے سوا درختوں کے پتے نہ جھاڑے جائیں۔

(صحیح مسلم)

(۳) "بروایت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعض اشیاء کی کمی اور بعض تکلیفوں کے باوجود مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے اگر وہ اس کی خیر و برکت کو جانتے، جو بندہ صبر کر کے وہاں پڑا رہے گا میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں گا۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ ہمارے پھلوں اور پیداوار میں برکت عنایت کر۔

اے اللہ! ابراہیم تو تیرے خاص بندے اور خلیل و نبی تھے میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انھوں نے مکہ کے لیے تجھ سے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لیے تجھ سے ویسی دعا کرتا ہوں۔ اس دعا کا یہ ثمرہ بھی ظاہر ہے کہ دنیا بھر کے جن ایمان والے بندوں کو مکہ سے محبت ہے ان سب کو مدینہ منورہ سے بھی محبت ہے، اور اس محبوبیت میں تو اس کا حصہ مکہ سے یقیناً زیادہ ہے۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک مدینہ اپنے فاسد اور خراب عناصر کو اس طرح باہر نہ پھینک دے۔ جس طرح لوہار

کی بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔

(۶) انہی کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ مدینے کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں۔ اس میں طاعون اور دجّال داخل نہیں ہو سکتا۔ (متفق علیہ)

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کی ضرور شفاعت کرونگا جو مدینہ میں مریں گے اور وہاں دفن ہوں گے۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں مرنا خدا کی راہ میں شہید ہونے کے برابر تو نہیں ہے لیکن مدینہ میں مرنا اور اس کی خاک میں دفن ہونا بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے۔ روئے زمین پر کوئی جگہ نہیں ہے جہاں اپنی قبر کا ہونا مجھے مدینہ سے زیادہ محبوب ہو۔ (موطا امام مالک)

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دعا کی تھی
اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ۔

"اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت بھی دے اور اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک شہر (مدینہ) میں مرنا اور دفن ہونا بھی نصیب فرما"

(۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کیواسطے آیا اور پھر اس نے میری زیارتِ قبر بھی کی تو گویا اس نے مجھے زندگی میں دیکھ لیا۔ (مشکوٰۃ)

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شہر اسلامی مقاموں میں سب سے آخر میں ویران ہونے والا ہے وہ مدینہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زمین عرش معلی سے بھی اعلیٰ ہے۔ یہ اہل السنت والجماعت کا مسلمہ عقیدہ ہے۔

وہ گنبدِ خضرا کا مکین، رحمتِ دوراں
وہ زندۂ جاوید بہ اکرام شہی ہے
روضہ کی زمیں عرش معلی سے بھی اعلیٰ
علمائے دیوبند کی تحقیق یہی ہے۔

## مولانا رشید احمد گنگوہی کی ہدایات

زیارتِ روضۂ مطہرہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضل المستحبات ہے بلکہ بعض نے واجب کے قریب لکھا ہے فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے۔ اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہو گئی اور جو کوئی میری زیارت کو آئے اور اس کا مقصود صرف زیارت ہی ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ میں اس کا قیامت کو شفیع ہوں۔ جب مدینہ منورہ کو چلے تو درود شریف کی کثرت بہت کرتا رہے خشوع وخضوع اور ادب سے آہستہ آہستہ سلام عرض کرے، بہت پکار کر نہ بولے۔ جب تک مدینہ منورہ میں رہے تلاوت اور ذکر کرتا رہے اور صلوٰۃ وسلام خوب ادا کرتا رہے۔ راتوں میں جاگے، وقت ضائع نہ کرے اور حتی الوسع نماز مسجد نبوی میں پڑھے۔ (انتہی)

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب بہ نسبت دیگر مساجد میں پچیس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے مکان اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر حوض کے کنارہ پر ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم مکہ سے محبت کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے۔ مدینہ کی محبت کے سبب۔

محبوب کا محبوب جب محبوب ہوتا ہے تو ضرور سب مسلمانوں کو مدینہ سے محبت ہوگی۔

یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں مجھ کو اپنی قبر ہونے کا مدینہ سے زیادہ پسند ہو۔ یہ بات تین بار فرمائی۔ (مشکوٰۃ)

امام مالک رحمۃ اللہ مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوتے تھے، فرماتے تھے کہ مجھ کو حیا آتی ہے کہ سواری کے گھوڑوں سے اس زمین کو پامال کروں کہ جس میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے پھرے ہوں۔

سید محمد طیب ہمدانی

# ایک سفر - ایک داستان

(مسلسل)

# حجاز کی مقدس فضاؤں میں

دل میں یونہی خیال آگیا کہ اس علاقہ سے متعارف ہونا چاہیے۔ مقامی بدویوں سے اس سلسلہ میں سوالات کا جواب مبہم سا تھا۔ بالآخر جب یہ پوچھا کہ یہاں کے آبادی میں اکثریت کس قبیلہ کی ہے تو بتایا گیا کہ بنو عامر ہیں۔ جن پر میں نے سوال کیا کہ وہی بنو عامر جن میں قیس نامی مجنوں بنی عامر مشہور تھا۔ اثبات میں جواب دیتے ہوئے ایک بدوی نے سامنے پہاڑ پر پتھروں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کر کے بتلایا کہ وہ رہی قیس کی قبر یہاں وہی قیس محو خواب ہے۔ جسے ہمارے ہاں مجنون لیلیٰ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جس نے اپنے محبوب مجازی کی محبت میں وارفتہ ہوکر دیار لیلیٰ کے والہانہ چکر کاٹے اور اس کے آثار پر اپنی لافانی محبت کے نقوش ثبت کئے اور کہا۔

امر علی الدیار دیار لیلےٰ - اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا -
وما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیارا -

محبوب حقیقی کے عشق کے مدعیو! سوچو تو کیا محبوب حقیقی کا عشق محبوب مجازی کے عشق سے بھی کم ہونا چاہیے مولانا روم نے اس کا جواب یوں دیا ہے۔

عشق مولا کے کم از لیلیٰ بود۔

وہ تو اس کی یاد میں بقول مرشد رومی ایسا وارفتہ ہو چکا تھا کہ

ع رنگ کاغذ بود و انگشتاں قلم
مے نمودے بہر کس نامہ رقم

اور جب اس سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو پکار اٹھا

ع گفت مشق نام لیلیٰ میکنم
خاطر خود را تسلی مے دہم

کیا محبوب حقیقی کی یاد میں ہماری کیفیت ایسی نہیں ہونی چاہیے کہ دیکھنے والا مجنوں کہے؟

کعبۃ اللہ کے گرد پروانہ وار گھومنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اسی اظہار کے مناظر نہیں تو اور کیا ہیں؟ مجنوں شیدا میں تیرا مشکور ہوں کہ تو نے مجھے بھولا ہوا سبق یاد کرایا۔ اب عشق مجازی کے فسانوں سے ذہن عشق حقیقی کے دیوانوں کے مہر و وفا اور صبر و رضا کے احوال و واقعات کی طرف منتقل ہو چکا تھا۔ جس میں کہیں آتش نمرود کے شعلے بھڑکتے نظر آرہے ہیں۔ تو کہیں اسمٰعیل کے گلے پہ چھری پھر رہی ہے۔ کہیں مچھلی کے پیٹ میں یونس پکار رہا ہے۔ کہیں ایوب صبر و رضا کا پیکر بنا ہوا ہے، یعقوب کا حزن و ملال کے باوجود انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ کا آوازہ آرہا ہے، کہیں یوسف جیل میں پڑا ہے۔ زکریا کے سر پہ آرہ چل رہا ہے اور آخر میں خاتم النبیین پر پتھر برستے اور بہتے خون کی دھاریں بہہ کر ایڑیوں تک پہنچ رہی ہیں اور فضا میں اب تک۔

قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا کا نعرہ گونج رہا ہے۔ بلال کی احد احد سنائی دے رہی ہے میں انھیں خیالات میں گم تھا کہ کارواں روانہ ہوکر ۲۳۷ کیلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے "مفرق" پہنچ گیا۔ یہیں سے حرمین شریفین کے

کے راستے جدا ہوتے ہیں۔ داہنی سڑک دیار حبیب کو جاتی ہے اور بائیں دیار محبوب کو۔ کاش کہ ایام حج میں ابھی دیر ہوتی۔ تو پہلے دیار حبیب میں حاضری دے کر مالکِ ارض وسما کے نام شفاعت نامہ تو حاصل کر لیا جاتا۔ اگر ممکن ہو تو ایسے ہی کرنا چاہیے کہ مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر نہا دھو کر خوشبو لگا کر مسجد نبوی کا رخ کرے۔ باب جبریل میں داخل ہونے سے قبل محبوب بین نجواکم صدقہ خیرات کرے اور ریاض الجنۃ میں نفل ادا کرے۔ پھر مواجہہ شریفہ میں حاضری دے اپنی ذلت و کمینگی اور اس بارگاہ کی بلندی اور علو شان ذہن میں رہے نگاہ نیچی ہو اور اپنے جرائم و کوتاہیوں پر شرمساری ہو اور دھیمی آواز سے اور صیغہ خطاب اختیار کر کے

الصلوٰۃ والسلام یا محبوب رب العالمین یا شفیع المذنبین یا خاتم النبیین۔ سلام عرض کرے۔

اور آیۃ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم الآیۃ تلاوت کر کے شفاعت کا طالب ہو اور یقین کرے کہ درخواست سن لی گئی ہے اور نامنظوری کا تو یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس در سے کوئی سائل نامراد نہ لوٹا ہے اور نہ ہی کبھی لوٹایا جائے گا۔ یہاں تو خون کے پیاسے ردائیں لے کر لوٹتے ہیں

دوستاں را کجا کنی محروم۔

لیکن ہمارے لیے ایسی صورت ممکن نہیں۔ اس لیے ارحم الراحمین اور غفور الرحیم کی صفتوں کے مالک کی رحمت و مغفرت کا سہارا لیے دوادمی کا راستہ طے کرنا شروع کر دیا۔ یاس و قنوطیت مسلمان کا شیوہ نہیں اور جب وہ جبار و قہار کے ساتھ ساتھ غفار و ستار بھی ہے۔ اور رحمت بھی ایسی جو غضب سے سوا ہو اور ... سبقت رحمتی غضبی کا اس نے اعلان بھی صادق مصدوق کی زبانی کر دیا ہے اور پھر

اَنَا عِندَ ظَنِّ عَبدِی بِی کا بھی مژدہ سنا دیا گیا ہو اور بقول بوصیریؒ ہمارا ظن بلکہ یقین یہ ہو۔

لعل رحمۃ ربی حین یقسمھا تاتی علی حسب العصیان فی القسم تو فکر کا ہے کا اسی سوچ میں کچھ فاصلے دور ہو چکے اور کچھ سمٹ گئے دوادمی گزر گیا۔ پھر بڑ صفراء آیا۔ سورج غروب ہو رہا تھا کہ

عفیف پہنچ گئے۔ یہیں اس کے سادہ سے بازار میں ایک خام مسجد میں اذان دی۔ صفیں سیدھی کیں تو ایک مقامی سن رسیدہ بدوی نے نماز شروع کر دی۔ میں نے پکارا ھلم نصلی معا بالجماعۃ نماز میں ہونے کے باوجود اس نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا۔ بالآخر ہم نے باجماعت نماز ادا کر لی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ منسوخ شدہ سنت کے مطابق دو رکعت قبل نماز شام ادا کرتے ہیں۔ یہاں سے روانہ ہو کر ظلیم سے گذر ہوا پھر المحیا بھی آ گیا اور ایک بجے شب طائف کے قیام حجاج میں پڑاؤ کیا۔ اپنی گاڑی میں ہی سکڑ کر سو گئے۔ صبح کی اذان پر مسجد کی راہ لی۔ نماز ادا کر کے احرام کے لیے غسل کرنے حمام سے ایک ریال فی بالٹی گرم پانی لیا۔ غسل سے فارغ ہو کر بازار سے یہاں کا مروجہ ناشتہ فول خرید کر کام و دہن کی تواضع کی۔ اگرچہ طائف سعودی عرب کا واحد ہل اسٹیشن اور سرد مقام ہے۔ بلند بالا محلات اور شاہی عمارات، مرکزی گرمائی صدر مقام، فراخ اور چمکدار سڑکیں، سرسبز و شاداب قطعات۔ بیشتر مکانات انگور کی بیلوں ڈھکے ہوئے، یہ سب کچھ تو ایک سیاح کے لیے جاذب نظر ہو سکتا ہے میری چشم تصور ان کی اوٹ میں چودہ صدیاں پیچھے زقند لگا کر کسی اور ہی منظر میں کھوئی ہوئی تھی۔ اور کسی کے نقش کف پا کی متلاشی تھی۔ آہ اس نام نہاد ترقی نے ان نشانات کو کھو دیا۔ کاش کوئی ہوتا جو ان سنگلاخ پہاڑیوں میں بل کھاتی ہوئی پگڈنڈی کی نشان دہی کرتا جس کی پیڑھی میڑھی بھول بھلیوں سے گزر کر ہادی اعظم فداہ ابی وامی یہاں کے چودھری عبد یالیل کے ڈیرہ پر تشریف لے گئے تھے۔ جہاں عرب کے قدیم دستور مہمان نوازی کو پس پشت ڈال کر میرے آقا و مولیٰ کی مہمان نوازی پتھروں سے کی گئی تھی۔ عرب تو مہمان پر جان نچھاور کرتے ہیں۔ لیکن یہ رؤف و رحیم مہمان کی جان کے درپے ہو رہے تھے۔ سر و سینہ کے خون سے قبا گلگوں ہے۔ خون کی دھاریں پاؤں تک پہنچیں تو چپل تلووں سے چمٹ کر رہ گیا۔ پھر بھی غنڈوں کی سنگ باری جاری رہی ہے۔ اگر غش کھا کر گر پڑتے ہیں۔ جب کہیں غنڈوں کی بھیڑ چھٹتی ہے، خادم

اُٹھاتا ہے۔ ایک باغ کے سایہ میں چشمہ پڑا تاکہ منہ میں پانی ٹپکاتا ہے۔ سرد پانی کے چھینٹے دیتا ہے۔ آپ نے جھپک جھپک کر آنکھیں کھولیں۔ باغبان نے زخمی مسافر سمجھ کر خوشہ انگور پیش کیا۔ جیسے تناول فرمانے سے کچھ توانائی آگئی۔ نگاہ اُٹھائی تو سامنے خداوندی نوری مخلوق کے سربراہ دست بستہ کھڑے تھے۔ جبریل کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا جس دلسوزی سے طائف والوں کو تبلیغ کی گئی۔ اور جو انھوں نے جواب دیا خداوند قدوس نے سب کچھ سن بھی لیا اور دیکھ بھی لیا میرے ہمراہ کارپرداز پہاڑاں حاضر آیا ہے۔ اس نے سلام عرض کیا کہ بحکم خالق کون ومکان اسے لیے حاضر آیا ہوں کہ طائف والوں کو سزا دینے کے لیے آپ کی ہر خواہش کی تکمیل کردوں۔ اگر آپ چاہیں تو طائف کے پہاڑوں کو آپس میں ٹکرا دوں کہ یہاں کے ظالم باسی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے نابود ہو جائیں۔ علیم وکریم نبی نے فرمایا :-

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَلٰکِنِّیْ بُعِثْتُ رَحْمَۃً مجھے لعنت نہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہیں تو یہ امید لیے بیٹھا ہوں کہ اگرچہ یہ نہیں مانتے تو شاید خداوند قدوس ان کی اولاد سے توحید کے علمبردار پیدا کر دے اور پھر آسمان کی طرف نگاہ اُٹھی اور کہا۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ کیسی سفارش ہے اور کیا خوب طائف والوں کی طرف سے معذرت ہے کہ اے اللہ انھیں وہ نگاہ عطا کر دے جس سے وہ مجھے پہچان لیں۔ یہ صرف محمد بن عبداللہ سے متعارف ہیں یہ محمد رسول اللہ کو نہیں جانتے اگر انھیں محمد رسول اللہ کا علم ہو جاتا تو یہ ایسی گستاخی کبھی نہ کرتے یہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلم وکرم ہی ہے کہ طائف کی زمین اب بھی آباد ہے اور زندگی یہاں گوناگوں رنگینیوں کو سمیٹے جاری وساری ہے۔ میں انھی تصورات میں گم تھا تاریخ کے صفحات ذہن میں یکے بعد دیگرے الٹ پلٹ رہے تھے کہ قرن المنازل آگیا۔ شہر سے باہر مکہ مکرمہ کی راہ پر ایک مسجد ہے یہیں سے ادھر کے لوگ احرام باندھتے ہیں۔ یہاں پہنچا تو یاد آیا کہ طائف کی ایک مسجد میں قرآن کے مفسر اعظم عبداللہ بن عباس بھی آسودۂ خواب ہیں کاش ان کی بارگاہ میں حاضری دی ہوتی۔ یہ حضور صلعم کے چچازاد ہیں اور کتاب وحکمت الٰہیہ کے علوم کا مصدر ومخزن۔

**احرام** :- غسل تو ہو ہی چکا تھا۔ مسجد کے قریب پہنچ کر اب وضو دوبارہ کر لیا۔ قمیص، شلوار اور جوتا ٹوپی اتار پھینکی۔ دو چادریں اور ہوائی چپل پہن کر مسجد میں داخل ہوئے۔ اوپر کی چادر سے سر ڈھکے۔ دو رکعت نفل ادا کیے اور سر ننگا کر کے عمرہ کے احرام کی نیت کی اور :-

لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک کا آوازہ بلند کر کے محرم بن گئے۔ جیسے کفن زیب تن کر کے مردہ کو محاسبہ کے لیے پیش کر دیا جاتا ہے۔ یونہی محسوس ہوا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب ہمیشہ کے استعمال کا لباس ترک کر کے دو کفن کی چادروں کی طرح کے لباس میں ملبوس ہو کر جو بھی روانہ ہو رہا ہے۔ اس کی منزل قیام بھی عرفات ہے جو وقت آنے پر میدان محشر میں بدل جائے گا۔ اب موتوا قبل ان تموتوا کا مظہر بن کر سوچو کہ خالق کائنات تمھیں اپنے در پہ جبہ سائی کے لیے پکار رہا ہے۔ اس لیے لبیک سے جواب دیتے ہوئے دیوانہ وار آگے بڑھتے جاؤ۔ اب کہ دیوانگی اختیار کر لی ہے تو تیل کنگھی سرمہ، اور لباس وجسم کی صفائی کا خیال ہو تو کیسے؟ بال بکھرتے ہیں تو بکھرنے دو۔ مٹی سے لباس وجسم اٹ گیا ہے۔ تو ادھر توجہ کون دے۔ پہلے ہی کتنے جرائم کیے ہیں۔ کس کس کو ایذا پہنچائی ہے۔ اب اسے کیسے دوہرایا جائے۔ دیکھو تو کیسا عجیب منظر ہے۔ شاہ وگدا۔ امیر وغریب گورے اور کالے سب ایک ہی لباس میں ملبوس ہیں۔ سب کی آوازہ و پکار ایک ہے اور سب ایک ہی سے وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ سب کا مقصود ایک محبوب ومعبود بھی ایک

اے ہمارے مقصود ومطلوب اے ہمارے محبوب ومعبود اے مالک ارض وسما خداوند جل وعلا اے کہ تو رحمان ورحیم ہے اے کہ تیری شان ستار العیوب ہے اور غفار الذنوب ہے اے کہ تجھ ہی سے امیدیں وابستہ

کی جاسکتی اے کہ تو نے خود ہی اپنی بارگاہ سے نا امیدی کو کفر قرار دیا ہے۔ تیرے جلال و کبریائی کی قسم اگرچہ میں ذلیل وخوار ہوں گناہگار و خطا کار ہوں لیکن تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ اپنے جرائم و سرکشیوں پر نظر ڈالتا ہوں تو ان کے انبار ہی انبار لگے دکھائی دیتے ہیں لیکن جب تیری رحمت و مغفرت کے بحر ناپیداکنار پر نگاہ جاتی ہے تو اپنے جرائم پر قصور ہمت سے افسوس ہوتا ہے دل میں ایسے ہی خیالات موجزن تھے۔ اور زبان سے لبیک کا وجد آفریں زمزمہ بلند ہو رہا تھا۔ ادھر کاروان سانپ کیطرح بل کھاتی لہراتی کوتار کی پہاڑی سڑک پر خراماں خراماں جا رہا تھا۔ یہاں فام پہاڑوں کی نیزوں کی انیوں جیسی چوٹیوں پر نگاہ پڑتی تو متجسس نگاہیں پھر ان پگڈنڈیوں کے تلاش میں سرگرداں ہوگئیں۔ جہاں کسی کے نقش کف پا ثبت ہوں دل میں اٹھنے والے طوفان کی گھٹائیں آنکھوں سے برکھارت کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ جس کی موسلا دھاروں میں یہ سب مناظر گم ہو رہے ہیں۔ جیسے جیسے منزل طے ہو رہی ہے قلب کی کیفیت اسی کو معلوم جس پہ یہ وارد ہو نہ بیان کی قوت نہ قلم میں یارا کہ اسے الفاظ کا لباس پہنا سکے۔

## بقیہ : مجلس ذکر

ان پر عمل کریں۔ اللہ تعالےٰ عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آج ہم سوچیں ہمارا پڑوسی کے ساتھ کیا سلوک ہے کیا برتاؤ ہے یہ بھی کرنے کا کام ہے۔

پانچویں چیز آخری نہیں۔ فرمایا۔ وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكِ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ بہت زیادہ ہنسا نہ کرو۔ اس لیے کہ بہت زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی تمام عمر میں اتنے کبھی نہیں ہنسے۔ جس طرح تمام دنیا کھل کر ہنستی ہے کہ آپ کے اندر کا تالو نظر آئے اِنَّمَا يَتَبَسَّمُ آپؐ مسکراتے تھے۔ کوئی خبر آپ سنیں اور اس پر خوش ہوں تو زیادہ سے زیادہ یہ کہ آپ اس پر مسکرا پڑتے تھے۔ یہ جو کھلکھلا کر ہنستا ہے آپؐ نے فرمایا یہ برا ہے۔ ہنستا وہی ہے جو انجام سے غافل ہے، موت سے بے خبر ہے، قیامت سے بے فکر ہے، قبر سے بے فکر ہے۔ جس کے سامنے یہ منزلیں ہوں اس کو ہنسی کب آتی ہے۔ یہ غفلت ہے۔ زیادہ ہنسنا غفلت ہے زیادہ ہنسنے سے ایمان کا نور دل سے بجھ جاتا ہے۔

تو یہ پانچ چیزیں حضورؐ نے ارشاد فرمائیں جو میرے لیے اور آپ کے لیے بھی اور قیامت تک جو آپؐ کی امت آئے گی جنوں سے ہو یا انسانوں سے سب کے لیے واجب العمل ہیں۔ یہ احکام ہیں کرنے کے، ماننے کے، سمجھنے کے، یاد رکھنے کے، عمل کرنے کے۔

آخر میں پھر اختصاراً نمبروار آپ کے سامنے ذکر کردوں

(۱) حرام کاموں سے بچو، یہ سب سے بڑی عبادت ہے۔

۲۔ اپنی قسمت پر راضی رہو یہ سب سے بڑی تونگری ہے۔

۳۔ اپنے لیے جو معاملہ اور کام پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرو یہ اسلام کی نشانی ہے۔

۴۔ پڑوسی سے نیک سلوک کرو یہ ایمان کی نشانی ہے۔

۵۔ بہت نہ ہنسا کرو اس لیے کہ بہت ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! سبحانك لاعلم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم۔

---

## اشاعتِ دین

بَلِّغُوا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً۔ (بخاری)

میری طرف سے خواہ تھوڑی بات ہو اسے پہنچاتے رہو۔

ہے پیغمبرؐ کی طرف سے یہ پیام
میری ہر ہر بات کو پھیلاؤ عام

---

## دعائے مغفرت

مدرسہ قاسم العلوم لاہور کے طالب علم قاری عبدالکریم میلسوی کا برادرِ نسبتی اللہ یار انتقال کرگیا۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (ادارہ)

# نتیجہ امتحان سالانہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان ۱۳۹۵ھ

کل نمبر ۶۰۰ ، ، کامیاب درجہ علیا یا اس سے زائد ، کامیاب درجہ وسطیٰ ۳۰۰ یا اس سے زائد ، کامیاب ادنیٰ ۲۴۰ یا اس سے زائد

اس سال وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحقہ بارہ مدارس فوقانیہ کے ۲۷۹ طلباء نے سالانہ امتحان دورہ حدیث شریف منعقدہ شعبان ۱۳۹۵ھ میں شرکت کی ۔ جن میں سے ۴ طلباء نے جامع ترمذی کا اور ایک طالب علم نے صحیح بخاری کا ضمنی امتحان دے کر کامیابی حاصل کر لی ۔ باقی ۲۷۴ طلباء نے پوری دس کتب حدیث کا امتحان دیا ۔ ان میں سے ۵۷ طلباء درجہ علیا میں ۶۳ طلباء درجہ وسطیٰ میں اور ۹۴ طلباء درجہ ادنیٰ میں کامیاب ہوئے اور ۹ طلباء اگرچہ مجموعی طور پر کامیاب ہیں مگر ۴ طلباء کو صحیح بخاری اور ۵ طلباء کو جامع ترمذی کا امتحان آئندہ سال پاس کرنے کے بعد سند فراغت دی جائے گی ۵۶ طلباء امتحان میں ناکام ہوئے ۔ مجموعی نتیجہ ۸۰٪ رہا ۔

محمد سلیم شاہ ولد مولوی عبداللہ جندولی رول نمبر ۱۹۸ نے ۶۰۰ میں سے ۵۳۶ نمبر حاصل کر کے اول نمبر کامیاب ہوئے ۔ مولوی محمد عمر ولد مولوی محمود ساکن ٹنڈو محمد خان رول نمبر ۲۱۴ نے ۵۱۱ نمبر حاصل کر کے دوم نمبر اور مولوی محمد اکرام الحق ولد محمد نواز بھکر (میانوالی) رول نمبر ۲۰۶ نے ۵۰۸ نمبر حاصل کر کے سوم نمبر کامیاب ہوئے ۔ اول ، دوم اور سوم آنے والے تینوں خوش نصیب فضلاء مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی کے ہیں ۔ ادارہ ان ہونہار نوجوانوں اور اہل مدرسہ کو اس شاندار کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہے ۔

مفتی محمود

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ۔ ملتان

| نمبر شمار | نام مدرسہ | تعداد طلبہ | کامیاب درجہ علیا | کامیاب درجہ وسطیٰ | کامیاب درجہ ادنیٰ | ضمنی بخاری | ضمنی ترمذی | ناکام | نتیجہ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک | ۹۲ | ۹ | ۲۳ | ۴۰ | ۳ | ۳ | ۱۴ | ۸۵ فیصد |
| ۲ | خیر المدارس ملتان | ۴۰ | ۱۰ | ۱۳ | ۱۲ | .. | ۱ | ۳ | ۹۳ " |
| ۳ | دارالعلوم سرحد پشاور | ۱۴ | .. | ۲ | ۶ | .. | .. | ۶ | ۵۷ " |
| ۴ | حمایت الاسلام خلجی کنڈر خیل | ۸ | .. | .. | ۱ | .. | .. | ۷ | ۱۳ " |
| ۵ | معراج العلوم بنوں | ۱۶ | .. | ۱ | ۶ | .. | .. | ۹ | ۴۴ " |
| ۶ | دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی | ۱۳ | .. | ۱ | ۲ | .. | .. | ۱۰ | ۲۳ " |
| ۷ | مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی | ۳۳ | ۲۳ | ۸ | ۲ | .. | .. | -- | ۱۰۰ " |
| ۸ | جامعہ فاروقیہ کراچی | ۱۲ | ۱ | ۴ | ۶ | .. | ۱ | -- | ۱۰۰ " |
| ۹ | قاسم العلوم ملتان | ۱۱ | . | ۴ | ۵ | ۱ | .. | ۱ | ۹۰ " |
| ۱۰ | دارالعلوم ربانیہ بستی ریاض السلمین | ۴ | .. | ۳ | ۱ | .. | .. | -- | ۱۰۰ " |
| ۱۱ | دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ | ۱۳ | ۴ | ۲ | ۴ | .. | .. | ۳ | ۷۶ " |
| ۱۲ | جامعہ مدنیہ لاہور | ۱۲ | .. | ۲ | ۷ | .. | .. | ۳ | ۷۵ " |

# نتائج کی تفصیلی فہرست

## دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصلکردہ نمبر | درجہ |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۱ | مصباح الرحمٰن | عبدالواحد | ۴۶۰ | عُلیا |
| ۲ | عبدالحی | عبدالمتین | ۳۳۱ | وسطیٰ |
| ۳ | عبدالحمید | عبدالقادر | ۲۵۹ | ادنیٰ |
| ۴ | امان اللہ | حبیب اللہ | ۲۹۲ | 〃 |
| ۵ | فضل اللہ | سید احمد خان | ۳۵۱ | وسطیٰ |
| ۶ | نقیب احمد | محمود | ۳۷۴ | عُلیا |
| ۸ | عبدالحی اخوندزادہ | ملا سیف الدین | ۲۸۳ | ادنیٰ |
| ۹ | شاد گل | حاجی عبدالرشید | ۳۱۴ | وسطیٰ |
| ۱۰ | عبدالاحد دلیلی | خواجہ احمد صاحبزادہ | ۲۸۷ | ادنیٰ |
| ۱۱ | محمد سراج | مسعود گل | ۲۸۰ | 〃 |
| ۱۲ | مشتاق احمد | فدا محمد | ۲۵۲ | 〃 |
| ۱۳ | سید شاہ | اسد اللہ | ۲۹۴ | 〃 |
| ۱۴ | محمد زمان | صاحب جان | ۲۸۹ | 〃 |
| ۱۵ | محمد روز خان | نور جلال | ۲۷۵ | 〃 |
| ۱۶ | محمد جان | محمد معصوم | ۲۵۰ | 〃 |
| ۱۹ | محمد زمان | فتح الدین | ۲۴۰ | ضمنی بخاری |
| ۲۱ | محمد امین الرحمان | محمد یوسف | ۲۴۳ | ادنیٰ |
| ۲۲ | سید محمد انور شاہ | سید محمد ایوب شاہ | ۳۰۶ | وسطیٰ |
| ۲۳ | گل بہار | دراز صاحب | ۳۰۳ | 〃 |
| ۲۴ | سید شاہ | عبدالرحمان | ۲۵۰ | ادنیٰ |
| ۲۵ | حافظ حبیب خان | محمد معصوم خان | ۴۰۸ | عُلیا |
| ۲۶ | محمد شریف | محمد رسول | ۳۱۲ | وسطیٰ |
| ۲۷ | عبدالحنان | صاحب الحق | ۳۳۸ | 〃 |
| ۲۸ | علی الرحمان | الحاج فضل الرحمان | ۲۶۱ | ادنیٰ |
| ۲۹ | بادشاہ گل | شریف خان | ۳۰۲ | وسطیٰ |
| ۳۱ | خواجہ محمد | لعل محمد | ۳۵۶ | 〃 |

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصلکردہ نمبر | درجہ |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۳۲ | حمد اللہ | عبدالباقی | ۲۵۴ | ادنیٰ |
| ۳۳ | طاؤس خان | پائندہ خان | ۲۴۶ | 〃 |
| ۳۴ | سید محمد | عبدالقادر | ۲۴۶ | ضمنی بخاری |
| ۳۵ | عبداللہ | امین گل | ۲۴۶ | ادنیٰ |
| ۳۶ | عالمگیر | عبدالحلیم | ۲۷۷ | 〃 |
| ۳۷ | ضیاء الاسلام | مولوی عبدالغنی | ۳۹۶ | عُلیا |
| ۳۸ | محمد اشفاق | مولوی عبدالرزاق | ۲۵۴ | ادنیٰ |
| ۳۹ | عبداللہ | مولوی گل جلال | ۲۵۲ | 〃 |
| ۴۰ | گل نور شاہ | مولوی عبدالحق | ۲۷۴ | 〃 |
| ۴۱ | محمد شبیر | حسین | ۲۹۳ | 〃 |
| ۴۴ | امیر قلم | جمعہ خان | ۲۴۵ | 〃 |
| ۴۵ | محمد ایوب | سنگ فارس | ۳۷۴ | عُلیا |
| ۴۶ | حمید اللہ | امداد اللہ | ۲۸۹ | ادنیٰ |
| ۴۷ | محمد شفیع | ریحان اللہ | ۳۵۳ | وسطیٰ |
| ۴۸ | قاضی عبدالصمد | قاضی گل محمد | ۳۲۲ | 〃 |
| ۵۰ | پیر غلام | شبیر غلام | ۲۶۳ | ادنیٰ |
| ۵۲ | محمد سرور | نجیب اللہ خان | ۲۵۳ | 〃 |
| ۵۳ | رحمت افضل | عبدالرحیم | ۲۷۸ | 〃 |
| ۵۴ | پذیر گل | اصغر خان | ۳۱۸ | وسطیٰ |
| ۵۶ | دوست محمد | ملوک شاہ | ۲۵۴ | ضمنی ترمذی |
| ۵۸ | عبدالمستعان | عبدالعلی | ۲۷۲ | ادنیٰ |
| ۵۹ | حکمت اللہ | لعل میر | ۲۶۴ | ضمنی ترمذی |
| ۶۰ | شہزاد گل | عبدالمنان | ۲۴۰ | ادنیٰ |
| ۶۱ | ہدایت اللہ | عبدالحنان | ۳۱۶ | وسطیٰ |
| ۶۲ | کلیم اللہ | گل حسن | ۲۹۱ | ادنیٰ |
| ۶۳ | گل حلیم شاہ | شاہ مسلم | ۳۱۷ | وسطیٰ |
| ۶۴ | عبدالغنی | سید عبدالغفار | ۳۶۶ | عُلیا |
| ۶۵ | سلیم شاہ | شاہ حسین | ۳۱۵ | وسطیٰ |

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۶۶ | ابوالبرکات | خان گل | ۲۴۱ | ضمنی ترمذی |
| ۶۸ | محمد حقیق | محمد شفیق | ۳۰۷ | وسطی |
| ۶۹ | محمد طیب | عبداللہ | ۲۵۹ | ادنیٰ |
| ۷۰ | محمد عزیز اللہ | رسول خان | ۲۵۳ | 〃 |
| ۷۱ | فضل غنی | احمد جی | ۳۱۳ | وسطی |
| ۷۳ | سید عبدالرؤف | جماد خان | ۲۷۷ | ادنیٰ |
| ۷۴ | محمد صدیق | الحاج نور محمد | ۳۲۲ | وسطی |
| ۷۵ | قاری عبدالعزیز | محمد گل | ۳۱۸ | 〃 |
| ۷۶ | گلستان | آغہ محمد | ۳۱۷ | علیا |
| ۷۷ | عبدالکریم | عالم گل | ۲۸۴ | ادنیٰ |
| ۷۸ | عبدالمنان | عبدالخالق | ۲۶۴ | ضمنی بخاری |
| ۷۹ | میاں عزیز الرحیم | میاں علی الرحمان | ۳۹۳ | علیا |
| ۸۰ | فضل ربی | الحاج محمد اسلم | ۳۲۷ | وسطی |
| ۸۱ | معتصم باللہ | مولوی عبدالمالک | ۳۲۴ | 〃 |
| ۸۳ | محمد ابراہیم | الحاج خان زمان | ۲۴۰ | ادنیٰ |
| ۸۴ | نثار محمد | فقیر محمد | ۳۴۴ | وسطی |
| ۸۵ | شیر زمان | نورے | ۲۷۲ | ادنیٰ |
| ۸۶ | خائستہ رحمان | عبداللہ خان | ۳۱۸ | علیا |
| ۸۷ | فضل ودود | سید محمود | ۲۷۲ | ادنیٰ |
| ۸۸ | عرفان اللہ | صفی اللہ | ۳۰۶ | وسطی |
| ۹۲ | محمد یوسف | محمد صدیق | ۲۵۱ | ادنیٰ |
| ۹۱ | حبیب الرحمان | سید رسول | ۵۰ | کامیاب |
| ۹۵ | عمر الرحمان | محمد سعید | ۲۸۲ | ادنیٰ |
| ۹۷ | جلال الدین | مولوی عبدالکریم | ۴۵ | کامیاب |

# مدرسہ خیر المدارس ملتان

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۹۸ | محمد اشرف عاطف | نذر احمد | ۳۶۰ | علیا |
| ۹۹ | محمد الیاس | محمد خان | ۳۵۱ | وسطی |
| ۱۰۱ | محمد انور | محمد حنیف | ۴۰۱ | علیا |
| ۱۰۲ | غلام مجتبیٰ | محمد صدیق | ۳۳۹ | وسطی |
| ۱۰۳ | عبیداللہ | محمد شفیع | ۳۲۹ | 〃 |
| ۱۰۴ | ثناء اللہ | تجمل حسین | ۳۹۲ | علیا |
| ۱۰۵ | عبدالحنان | محمد امیر خان | ۲۶۶ | ادنیٰ |
| ۱۰۶ | شبیر احمد | محمد صدیق | ۲۶۰ | 〃 |
| ۱۰۷ | امیر محمد | نور محمد | ۳۵۲ | وسطی |
| ۱۰۸ | عبدالحمید | اللہ دتہ | ۳۴۱ | 〃 |
| ۱۰۹ | محمد یسین | محمد موسیٰ | ۳۱۱ | 〃 |
| ۱۱۰ | محمد زاہد | رسول بخش | ۲۸۱ | ادنیٰ |
| ۱۱۱ | عبدالرحمان | محمد اظہار الحق | ۳۸۹ | علیا |
| ۱۱۲ | محمد فاروق | مولوی محمد صدیق | ۳۶۴ | 〃 |
| ۱۱۳ | محمد عبدالستار | حکیم محمد اسحاق | ۳۵۵ | وسطی |
| ۱۱۴ | عبدالرحمان | مولوی قدرالرحمان | ۳۵۶ | 〃 |
| ۱۱۵ | ضیاء الرحمان فاروقی | مولوی محمد علی | ۳۷۴ | علیا |
| ۱۱۸ | محمد حسین | علی خان | ۳۲۰ | وسطی |
| ۱۱۹ | خلیل الرحمان | الحاج محمود | ۳۹۵ | علیا |
| ۱۲۰ | غلام مرتضیٰ | غلام سرور خان | ۳۹۶ | 〃 |
| ۱۲۱ | محمد ایوب | قاری محمد ابراہیم | ۳۵۹ | وسطی |
| ۱۲۲ | حاجی بشیر احمد | مولوی عطا محمد | ۳۵۴ | 〃 |
| ۱۲۳ | حاجی محمد عاشق | غلام یسین | ۲۷۱ | ادنیٰ |
| ۱۲۴ | نذیر احمد | حاجی غلام رسول | ۳۶۸ | علیا |
| ۱۲۵ | عبدالمالک | مولوی فیض محمد | ۳۰۹ | وسطی |
| ۱۲۶ | عطاء اللہ | الحاج نبی بخش | ۲۹۷ | ادنیٰ |
| ۱۲۷ | عمر شاہ | فقیر شاہ | ۳۶۹ | علیا |
| ۱۲۸ | حبیب الحق | عبدالوہاب | ۲۴۰ | ادنیٰ |
| ۱۲۹ | صاحب گل | احمد خان | ۲۷۲ | 〃 |
| ۱۳۰ | محمد اسلم | مولوی نور محمد | ۲۵۷ | 〃 |
| ۱۳۱ | خلیل احمد | مولوی غلام محمد | ۳۴۲ | وسطی |
| ۱۳۲ | محمد فیاض | محمد یونس | ۲۷۹ | ضمنی ترمذی |
| ۱۳۳ | غلام مرسلین | عطا محمد | ۴۰ | کامیاب |
| ۱۳۴ | عطاء اللہ | کریم بخش | ۴۰ | 〃 |
| ۱۳۵ | محمد اکرم | ملک حاجی محمد | ۴۰ | 〃 |
| ۱۳۶ | اللہ وسایا | محمد رمضان | ۲۷۰ | ادنیٰ |
| ۱۳۷ | حق نواز | خیر محمد | ۲۹۵ | 〃 |

## دارالعلوم سرحد پشاور

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱۳۸ | نصراللہ | غلام ربانی | ۲۸۴ | ادنیٰ |
| ۱۳۹ | محمد زمان | عبدالرحمٰن | ۲۴۸ | 〃 |
| ۱۴۰ | محمد حسین | محمد حسن | ۳۳۹ | وسطیٰ |
| ۱۴۱ | اسعد اللہ | مولوی قدرالدین | ۲۷۸ | ادنیٰ |
| ۱۴۴ | فیض اللہ | گل آفس خان | ۲۹۷ | 〃 |
| ۱۴۵ | محمد سرفراز | رحمت دل خان | ۳۰۲ | وسطیٰ |
| ۱۴۶ | شیر ولی خان | غلام محمد | ۲۸۴ | ادنیٰ |
| ۱۴۹ | قلندر خان | نور محمد | ۲۴۳ | 〃 |

## حمایت الاسلام خلجی کنڈر خیل

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱۶۰ | گل سید خان | حضرت سید | ۲۴۰ | ادنیٰ |

## معراج العلوم بنوں

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱۶۶ | محمد قدیر | مولوی محمد سرور | ۳۰۱ | وسطیٰ |
| ۱۶۸ | حافظ سرور جان | میر تاج علی خان | ۲۸۲ | ادنیٰ |
| ۱۶۹ | سلطان حسین | مولوی محمد حسین | ۲۷۸ | 〃 |
| ۱۷۳ | محمد زعفران شاہ | صاحب رسول | ۲۴۷ | 〃 |
| ۱۷۴ | محمد نظیف | محمد اجیاد | ۲۷ | 〃 |
| ۱۷۹ | محمد حسن | مولوی نظر محمد | ۲۵۱ | 〃 |
| ۱۸۰ | نجیب | حبیب شاہ | ۲۶۵ | 〃 |

## دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱۸۶ | رحیم گل | محمد شریف | ۳۰۵ | وسطیٰ |
| ۱۸۸ | رستم خان | اکرم خان | ۲۸۶ | ادنیٰ |
| ۱۹۲ | طاہر شاہ | محمد شریف | ۲۸۸ | 〃 |

## مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی ۵

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۱۹۵ | سید محمد فاضلی | سید علی فاضلی | ۲۷۵ | ادنیٰ |
| ۱۹۶ | محمد مقبول | اکبر بابا | ۴۴۰ | علیا |
| ۱۹۷ | محمد زیب | مولوی منظور | ۴۳۲ | 〃 |
| ۱۹۸ | محمد سلیم شاہ | مولوی عبداللہ | ۵۳۶ | 〃 اول |
| ۱۹۹ | عبیدالرحمٰن | مولوی محمد سلیمان | ۴۱۴ | 〃 |
| ۲۰۰ | طلحہ | مولوی عبدالغفور | ۳۹۵ | 〃 |
| ۲۰۱ | امین الدین محمد | محمد ابراہیم | ۴۱۷ | 〃 |
| ۲۰۲ | اسماعیل وراچھیا | محمد شفیع وراچھیا | ۳۳۳ | وسطیٰ |
| ۲۰۳ | حسن الرحمان | عبداللہ جان | ۳۹۹ | علیا |
| ۲۰۴ | حنیف اللہ | شہزاد نور | ۴۷۲ | 〃 |
| ۲۰۵ | محمد سواتی | محمد عباس | ۳۲۲ | وسطیٰ |
| ۲۰۶ | محمد اکرام الحق | محمد نواز | ۵۰۸ | علیا سوم |
| ۲۰۷ | عبدالحکیم بنوی | عبدالحلیم | ۴۴۰ | 〃 |
| ۲۰۸ | صالح محمد بنوی | خان محمد | ۴۴۳ | 〃 |
| ۲۰۹ | احمد خان قریشی | مولوی محمد اکبر خاں | ۴۸۸ | 〃 |
| ۲۱۰ | افسر علی شاہ | فرمان شاہ | ۳۹۶ | 〃 |
| ۲۱۱ | محمد حسن | حاجی مراد علی | ۳۶۲ | 〃 |
| ۲۱۲ | محمد حبیب اللہ | اللہ دتہ | ۴۳۰ | 〃 |
| ۲۱۳ | حبیب الرحمان | روزی خان | ۴۰۴ | 〃 |
| ۲۱۴ | محمد عمر گیسی | مولوی محمود | ۵۱۱ | علیا دوم |
| ۲۱۵ | عبدالرشید خلیق | مولوی عبداللطیف | ۴۵۹ | 〃 |
| ۲۱۶ | عبدالحکیم ملازادہ | مولوی سیداللہ | ۳۷۷ | 〃 |
| ۲۱۷ | زاہد حسین | فضل حیان | ۴۰۸ | 〃 |
| ۲۱۸ | محمد فاروق مکاتی | حاجی احمد علی | ۳۵۴ | وسطیٰ |
| ۲۱۹ | احمد شال | حبیب شال | ۳۲۴ | 〃 |
| ۲۲۰ | سلطان محمد | سید محمد | ۳۶۱ | علیا |
| ۲۲۱ | عطاء الرحمٰن | میاں محمد | ۴۴۰ | 〃 |
| ۲۲۲ | محمد یونس | مولوی فضل الرحیم | ۴۳۹ | 〃 |
| ۲۲۳ | حمید الرحمان | حبیب الرحمان | ۴۲۵ | 〃 |
| ۲۲۴ | سید محمد عبدالنافع | حاجی سید محمد حسین | ۴۰۵ | 〃 |

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۲۲۵ | عبدالرحمٰن | محب اللہ | ۳۸۰ | علیا |
| ۲۲۶ | عبداللطیف | عبداللہ | ۳۵۲ | وسطیٰ |
| ۲۲۷ | حمید اللہ | عبداللہ | ۳۳۸ | 〃 |
| ۲۲۸ | محمد یوسف | غلام حسین | ۳۳۲ | 〃 |
| ۲۲۹ | عبدالنافع | مولوی عبدالشکور | ۳۷۱ | علیا |
| ۲۳۰ | احمد جان | ملا یحییٰ | ۳۶۷ | 〃 |
| ۲۳۱ | غلام سرور | دین محمد | ۴۰۱ | 〃 |
| ۲۳۲ | نور محمد | دین محمد | ۴۶۶ | 〃 |
| ۲۳۳ | عبدالصمد | خیر اللہ | ۴۳۹ | 〃 |
| ۲۳۴ | حسین احمد شمرودی | مولوی محمد یعقوب | ۳۹۷ | 〃 |
| ۲۳۵ | شبیر جان | دین محمد | ۴۳۲ | 〃 |
| ۲۳۶ | شبیر محمد | خیر محمد | ۳۵۲ | وسطیٰ |
| ۲۳۷ | عبدالحکیم | محمد شریف | ۲۶۹ | ادنیٰ |
| ۲۳۸ | محمد تقی | اکبر خان | ۲۸۴ | 〃 |

## جامعہ فاروقیہ کراچی ۲۵

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۲۳۹ | اللہ بخش | محمد حسن | ۴۰۸ | علیا |
| ۲۴۰ | محمد حسین | محمد عارف | ۳۴۵ | وسطیٰ |
| ۲۴۱ | داد الرحمان | قادر بخش | ۲۷۷ | ادنیٰ |
| ۲۴۲ | اللہ بخش | ملا گھرام | ۲۷۲ | 〃 |
| ۲۴۳ | محمد علی | باران | ۳۲۸ | وسطیٰ |
| ۲۴۴ | بہادر خان | درویش خان | ۲۷۱ | ادنیٰ |
| ۲۴۵ | محمد عیسیٰ سربازی | خالق داد | ۲۹۱ | ضمنی ترمذی |
| ۲۴۶ | حفظ الرحمان | شیران | ۳۰۶ | وسطیٰ |
| ۲۴۷ | محمد یوسف | محمد ابراہیم | ۲۸۱ | ادنیٰ |
| ۲۴۸ | عبدالجبار | رحیم اللہ | ۳۵۵ | وسطیٰ |
| ۲۴۹ | مولا بخش | عبدالرحمٰن | ۲۹۲ | ادنیٰ |
| ۲۵۰ | عبدالخالق چوہان | عبداللہ چوہان | ۲۹۳ | 〃 |

## مدرسہ قاسم العلوم ملتان

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۲۵۱ | محمد الیاس | حافظ علم الدین | ۳۳۴ | وسطیٰ |

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۲۵۲ | انیس احمد | عمر الدین | ۲۷۴ | ادنیٰ |
| ۲۵۳ | نیاز محمود | محمد طفیل | ۲۴۰ | 〃 |
| ۲۵۵ | حافظ محمد اسحاق | نصیب الدین | ۳۱۲ | وسطیٰ |
| ۲۵۶ | عبدالغفور | غلام حسن خاں | ۲۸۸ | ادنیٰ |
| ۲۵۷ | محمد عبداللہ | غلام حسن خاں | ۲۴۰ | ضمنی بخاری |
| ۲۵۸ | مشتاق احمد | اللہ وڈایا | ۳۰۶ | وسطیٰ |
| ۲۵۹ | حافظ عبدالمالک | پیراں دتہ | ۳۱۴ | 〃 |
| ۲۶۰ | حافظ یار محمد خاں | نور محمد خاں | ۲۹۰ | ادنیٰ |
| ۲۶۱ | اللہ بخش | مولوی عبدالرحیم | ۲۵۹ | 〃 |

## دار العلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۲۶۲ | عبدالرشید | کمال الدین | ۳۱۲ | وسطیٰ |
| ۲۶۳ | مسعود الحسن | حافظ ظہور الحسن | ۳۴۲ | 〃 |
| ۲۶۴ | محمد انور | محمد حسن | ۳۲۹ | 〃 |
| ۲۶۵ | عبدالکریم | علی محمد | ۲۷۲ | ادنیٰ |

## دار العلوم انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۲۷۱ | حافظ تاج محمد | دین محمد | ۳۵۶ | وسطیٰ |
| ۲۷۲ | محمد ایاز | خدائے داد | ۲۵۹ | ادنیٰ |
| ۲۷۳ | شاہ محمود | ملا گلاب شاہ | ۴۱۹ | علیا |
| ۲۷۴ | عبدالحق | مولوی محمد اسحٰق | ۴۱۶ | 〃 |
| ۲۷۶ | عبدالعزیز | جمعہ خاں | ۲۶۱ | ادنیٰ |
| ۲۷۷ | احمد جان | عجب خاں | ۳۸۷ | علیا |
| ۲۷۸ | محمد | غمل نور | ۲۴۱ | ادنیٰ |
| ۲۷۹ | محمد عبدالغفور | محمد نعیم | ۲۶۵ | 〃 |
| ۲۸۰ | عبداللہ | عبدالعزیز | ۳۵۴ | وسطیٰ |
| ۲۸۲ | عثمان اللہ | مطیع اللہ | ۴۵۸ | علیا |

## جامعہ مدنیہ لاہور

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصل کردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۲۸۶ | محمد اقبال نعمانی | عمر حیات | ۲۵۰ | ادنیٰ |

(باقی صـ۲۸ پر)

ارشاد نبوی

# فتنوں کا دور

وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذا اتخذ الفیئُ دولاً والامانۃُ مغنماً والزکوٰۃ مغرماً وتعلّم لغیر الدین واطاع الرجلُ امرأتہ وعقّ اُمّہ وادنیٰ صدیقہ واقصیٰ اباہ وظہرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلۃ فاسقہم وکان زعیم القوم ارذلہم واکرم الرجل مخافۃ شرہٖ وظہرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر ہذہ الامّۃ اوّلہا فارتقبوا عند ذالک ریحاً حمراء وزلزلۃً وخسفاً ومسخاً وقذفاً وآیاتٍ تتابع کنظام قطع سلکہ فتتابع

(رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مالِ غنیمت کو ذاتی مال بنا لیا جائے گا اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے گا اور علم غیردین کے لئے حاصل کیا جائے گا، اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔ اور والدہ کی نافرمانی۔ اور دوست کو قریب کرے گا اور والد کو دُور ہٹائے گا — اور مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی، اور قبیلہ کا سردار ان کا فاسق ہوگا۔ اور قوم کا وڈیرا ان کا کمینہ اور گھٹیا آدمی ہوگا — اور آدمی کی عزت اس کی شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی —

— گانے والیاں اور آلات لہو ولعب (باجے گاجے) بہت ہو جائیں گے۔ — شرابیں پی جائیں گی — اس امّت کے آخر میں آنیوالے پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔ سو ایسے وقت تم سرخ ہوا کے چلنے۔ زلزلہ کے آنے زمین میں دھنسائے جانے شکلوں کے بگاڑے جانے اور آسمان سے پتھروں کے برسنے کا انتظار کرو۔ (اسکے علاوہ) اور بہت سی مسلسل نشانیاں ایسے آئینگی جیسے ہار کا دھاگا ٹوٹنے کے بعد موتی لگاتار گرتے ہیں

# تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے دو کتابیں ارسال کریں ——— تبصرہ مجموعی حیثیت سے ہوگا ——— پہلے کتاب پھر تبصرہ کا اصول ضروری ———

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کی نظر میں

## مکاتیب سید احمد شہیدؒ اور تحریک شیخ الہندؒ

برصغیر ہند و پاکستان، بنگلہ دیش غازی اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ کے دورِ اقتدار کے خاتمہ تک ایک مثالی ملک تھا۔ اس میں علم بھی تھا، تہذیب بھی اور مادی نعمتوں کی بھی کمی نہ تھی۔ لیکن اس کے بعد حالات نے پلٹا کھایا اور وہی ملک جو کل تک جنتِ ارم تھا مصائب و آلام کا شکار ہوگیا۔ ان خطرات کو محسوس کرنے والے سب سے پہلے بزرگ حکیم الامت حضرت الشاہ ولی اللہ قدس سرہٗ تھے۔ آپ کے بعد جب حالات اور بگڑے اور بالخصوص انگریز تاجروں نے حالات کو تہ و بالا کر دیا تو شاہ صاحب کے ہی خلف الرشید شاہ عبدالعزیزؒ نے ملک کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ دے کر آزادی و حریت کے لیے باقاعدہ عملی جدوجہد شروع کر دی۔ اس جدوجہد کی کئی کڑیاں ہیں۔ حضرت الامام السید احمد شہید بریلوی قدس سرہٗ کی زیرِ قیادت بپا ہونے والے معرکے اس جدوجہد کا ابتدائی حصہ ہیں اور پھر اس کے بعد درمیان کے کئی ادوار کو چھوڑ کر حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی قدس سرہٗ کی تحریک ریشمی رومال ہے

ان دونوں بزرگوں یعنی سید صاحبؒ اور شیخ الہند نے عملی جدوجہد کا جو نقشہ بنایا، جس طرح پلاننگ کی، اس سے ان حضرات کی عالی حوصلگی، حربی معاملات کی باریکیوں سے آگاہی وغیرہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے لیکن مشکل یہ پڑی کہ ہر دفعہ اس قسم کے لوگ آڑے آئے جو ذاتی مفادات کی خاطر قوم فروشی اور ملت دشمنی میں ذرا عار محسوس نہیں کرتے تھے۔

اب وہ بزرگ دنیا میں موجود نہیں، نہ انگریز ہے، لیکن بقا و حفاظت اسلام اور آزادی و حریت کی خاطر ان کی جلائی ہوئی مشعل تو بہرحال فروزاں ہے اور مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ نہ صرف برصغیر بلکہ دنیا بھر کے مسلم ممالک کی آزادی انہی بزرگوں کی جدوجہد کا ثمرہ ہے نیز آج اسلامی رونق جو کچھ نظر آتی ہے۔ اس کی تہ میں بھی انہی کا سوزِ دروں کارفرما ہے۔

لیکن بدقسمتی سے جس طرح ان کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے ان کے خلاف طوفان بدتمیزی بپا کیا اور ان کی جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی۔ اس طرح آج بھی کچھ لوگ ہیں جو تاریخ کے چہرے کو مسخ کر کے ان کے جذبۂ ایثار و قربانی کو کند چھری سے ذبح کرنا ہی اپنا مقصدِ زندگی سمجھتے ہیں۔

ایسے میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ان تمام تاریخی کڑیوں کو واضح اور اجاگر کیا جائے جن کا تعلق ملک کی آزادی سے ہے۔

مقام شکر ہے کہ مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ لاہور کے اربابِ حل و عقد اس طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے صورتِ حال کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اس قسم کے لٹریچر کی اشاعت اور اس کی ترویج کا بیڑا اٹھایا ہے۔

زیرِ نظر دو کتابوں میں سے پہلی کتاب یعنی مکاتیب سید احمد شہیدؒ تحریک شہید سے متعلق انتہائی اہم اور بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ کتاب سید احمد شہید اکادمی کی توجہ دلانے پر مکتبہ رشیدیہ نے چھپوائی ہے۔ اصل کتاب ۱۵۸ صفحات پر مشتمل ہے اور سید صاحب کے مکاتیب و فرامین پر مشتمل ہے۔ باہمت ناشرین نے ۱۲۴۶ھ کے اصل نسخہ کا عکس چھاپ کر احسانِ عظیم کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس سے جہاں اس تحریک کے نشیب و فراز کا پتہ چلے گا وہاں بعض مکروہ الزامات جو انگریز کے زلہ ربا ان بزرگوں کے سر تھوپتے ہیں۔ مرحوم بزرگوں کی اپنی تحریرات کی روشنی میں ان کا واضح جواب بھی مل جائے گا۔

اس سے پہلے ۲۷ صفحات الگ ہیں جن میں سید نفیس صاحب، پروفیسر محمد اسلم صاحب اور پروفیسر ایوب قادری صاحب جیسے فاضل

حضرات کی تحریریں ہیں جو ان مکاتیب کے پس منظر وغیرہ کو سمجھنے کے لیے انتہائی مفید ہیں۔ ساتھ ہی مکمل فہرست مضامین اور اشاریہ نور علیٰ نور کا مصداق ہے۔ کاغذ، کتابت اور جلد میں جس جدت، نفاست اور خوبصورتی و مضبوطی کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور قیمت محض ۳۰ روپے ہے۔

دوسری کتاب "تحریک شیخ الہندؒ" کے نام سے جو چھپی ہے تو یہ درحقیقت مشہور عالم تحریک یعنی ریشمی رومال کا تذکرہ ہے۔ اس تحریک کی داغ بیل حضرت شیخ الہندؒ نے ڈالی تھی افسوس یہ ہے کہ نام نہاد مسلمان اس تحریک کے راز کو افشا کرنے کا باعث بنے۔ جس سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ لندن کے انڈیا آفس سے وہ مکمل ریکارڈ حاصل کیا گیا جو اس تحریک سے متعلق تھا اور اس زمانہ میں انگریز سی۔ آئی۔ ڈی نے مرتب کیا تھا۔ بعض افریقی احباب نے مولانا سید محمد اسعد مدنی کے ایماء پر اس ریکارڈ کو فراہم کیا۔ پھر الجمعیۃ دہلی کے فاضل ایڈیٹر نے ترجمہ کیا اور مولانا سید محمد میاں صاحب رحمہ اللہ جیسے یگانہ روزگار بزرگ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر اس کتاب کی نہ صرف آخری ترتیب اپنے ذمہ لی بلکہ ایک طول طویل مقدمہ کے ذریعہ بہت سے مخفی گوشے بے نقاب کیے۔ اس طرح پہلی مرتبہ اس عنوان پر یہ مبسوط و مفصل اور انتہائی قابل اعتماد دستاویز سامنے آئی۔ جس کے ذریعہ لاتعداد لاینحل مسائل آسانی سے حل ہو جائیں گے۔

کتابت، طباعت خوب ہے۔ دو طرح کے ایڈیشن ہیں اعلیٰ ۲۵ روپے کا متوسط ۱۰ روپے کا ہے ۵۰۰ کے قریب صفحات ہیں۔

ہم تمام رفقاء جماعت ہی نہیں بلکہ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے موافق و مخالف سبھی حضرات سے گزارش کریں گے کہ ان دونوں کتابوں کا ضرور مطالعہ کریں کہ اس طرح انہیں اپنے ماضی سے آگاہی ہوگی۔

## بقیہ: وقوف عرفہ کی اہمیت

اللہ کی رحمت کو موسلا دھار برستے ہوئے اور بڑے بڑے گناہوں کی معافی کا فیصلہ ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور یہ

اس تعین کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ (مؤطا امام مالک، مسلم)

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کا روزہ عرفات میں رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

۵۔ حضرت حفصہؓ کہتی ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ چار امور کبھی ترک نہیں کرنے چاہیئے۔ عاشورہ کا روزہ، بقرعید کے نو روزے اور ہر مہینہ کے تین روزے اور قبل فجر کی دو سنتیں۔

۶۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ محبوب کوئی دن نہیں ہیں۔ یہ کہ بندہ ان دنوں میں اس کی عبادت کرے۔ ایک دن کے روزہ کا ثواب سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے (امام ترمذی)

۷۔ ابی قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ۹ ذی الحجہ کا روزہ ۲ سال یعنی ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

۸۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ بندوں کو آگ سے آزادی دینے کا عرفات سے زیادہ اور کوئی دن نہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

## بقیہ: نتیجہ

| رول نمبر | نام طالب علم | ولدیت | حاصلکردہ نمبر | درجہ |
|---|---|---|---|---|
| ۲۸۷ | غلام مرتضیٰ | کریم عبداللہ | ۲۶۹ | ادنیٰ |
| ۲۸۸ | محمد اسلم | مولوی محمد الیاس | ۲۵۵ | " |
| ۲۸۹ | محمد اکمل | فتح الدین | ۲۴۰ | " |
| ۲۹۲ | نواب دین | محمد اسمٰعیل | ۲۴۰ | " |
| ۲۹۳ | یار محمد | شاہ عالم | ۲۹۵ | " |
| ۲۹۵ | عبدالغفار | محمد علی | ۳۰۸ | وسطیٰ |
| ۲۹۶ | عبدالعزیز | اسداللہ | ۳۲۶ | " |
| ۲۹۷ | ممتاز الرحمٰن | قاضی محمد شریف | ۲۸۶ | ادنیٰ |

حاصل مطالعہ

# قربانی پسندیدہ ترین عمل

زاہد الراشدی

## یوم قربانی کی قسم

سورۃ الفجر کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے فجر، دس راتوں، اور شفع و وتر کی قسم کھائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ○ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ○ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ ○

فجر کی قسم ہے اور دس راتوں کی اور جفت اور طاق کی اور رات کی جب وہ گذر جائے۔

مستدرک حاکم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سورت میں دس راتوں سے ذوالحجہ کا پہلا عشرہ، وتر سے یوم عرفہ اور شفع سے یوم نحر (قربانی کا دن) مراد ہے۔ امام حاکمؒ اور ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ (مستدرک ص۲۲۰ ج۴)

## سنتِ ابراہیمی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانی کیا ہے؟ فرمایا تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ہمیں اس سے کیا ملے گا؟ فرمایا۔ جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی! عرض کیا۔ اگر جانور اُون والا ہو تو؟ فرمایا۔ اون کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ رواہ احمد و ابن ماجہ۔ (ابن کثیر ص۲۲۱ ج۳)

## پسندیدہ ترین عمل

حضرت اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قربانی والے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جانور کا خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی عمل نہیں ہے۔ قربانی میں ذبح کیا ہوا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں سمیت (اللہ تعالیٰ کے دربار میں) آئے گا اور قربانی کے جانور کا خون زمین پہ گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں رتبہ پا لیتا ہے۔ رواہ الترمذی و ابن ماجہ۔ (ابن کثیر ص۲۲۱ ج۳)

## بخشش کا ذریعہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔۔۔ "فاطمہؓ! اٹھو اور اپنے جانور کی قربانی کے وقت اس کے پاس حاضر رہو۔ تمہارے لیے قربانی کے خون کے ہر قطرے کے بدلے گذشتہ گناہوں کی معافی ہے" حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ کیا یہ فضیلت صرف ہمارے لیے ہے یا عام مسلمانوں کے لیے بھی ہے؟ فرمایا ہمارے لیے بھی اور سارے مسلمانوں کے لیے بھی یہ فضیلت یکساں طور پر ہے۔ رواہ البزار (مجمع الزوائد ص۱۷ ج۴)

## بہترین خرچ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے عیدالاضحیٰ والے دن قربانی کے جانور سے زیادہ افضل کسی چیز پر پیسے خرچ نہیں کئے ۔۔۔ رواہ الدار قطنی (ابن کثیر ص۲۲۲ ج۳)

## سنتِ نبویؐ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عیدالاضحیٰ کے دن ہمارے لیے سب سے پہلے عمل یہ ہے کہ ہم عید کی نماز ادا کرتے ہیں اور پھر واپس لوٹ کر قربانی کرتے ہیں۔ پس جس شخص نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پا لیا۔ (بخاری)

## قربانی پر مواظبت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرما رہے اور ہر سال قربانی کرتے تھے۔ رواہ احمد والترمذی وحسنہ (الفتح الربانی ص۹۵ ج۱۳)

## موٹا تازہ مینڈھا

حضرت ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک جانور موٹا تازہ سینگوں والا مینڈھا خریدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے قربانی کے لیے جو مینڈھا مرحمت فرمایا گیا وہ گویا ایسا ہی تھا۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ گئے اور ویسا ہی ایک مینڈھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی خرید لائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جانور کی قربانی دی۔ رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات۔ (الفتح الربانی صـ۶۶ ج ۱۳)

## سب سے اچھا جانور

حضرت ابو الاسود السلمیؒ کے دادا فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم سات آدمی تھے۔ عیدالاضحیٰ سفر میں آگئی تو ہم نے ایک ایک درہم ڈال کر سات درہم کا جانور خریدا۔ جانور جب لے آئے تو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم نے جانور مہنگا خریدا ہے۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کے لیے سب سے اچھا جانور وہ ہے جو موٹا تازہ ہو اور قیمت کے لحاظ سے مہنگا ہو۔ قال الحاکم والذہبی صحیح (مستدرک صـ۲۳۱ ج ۴)

## پسندیدہ جانور

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قربانی میں کون سا جانور افضل ہے؟ فرمایا جو قیمت کے لحاظ سے مہنگا اور گھر والوں کے لیے پسندیدہ ہو۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی صـ۲۷۲ ج ۹)

## غرباءِ امت کی طرف سے

حضرت جابر اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں سینگوں والا مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا کہ یا اللہ! یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے جو قربانی کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ رواہ احمد و سندہ جید (الفتح الربانی صـ۹۳ ج ۱۳) قال الحاکم والذہبی صحیح (مستدرک صـ۲۲۸ ج ۴)

## قربانی نہ کرنے والا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گنجائش رکھتے ہوئے بھی قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ قال الحاکم والذہبی صحیح (مستدرک صـ۲۳۲ ج ۴) رواہ احمد و ابن ماجہ (نیل الاوطار صـ۱۱۸ ج ۵)

## امت کی طرف سے قربانی

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو موٹے تازے مینڈھے ذبح کیے پہلے جانور کو ذبح کرتے وقت فرمایا یہ میری طرف سے ہے اور میری آل کی طرف سے ہے اور دوسرے جانور پر فرمایا یہ ان افراد کی طرف سے ہے جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی۔ رواہ الطبرانی ورجالہ رجال الصحیح (الفتح الربانی صـ۹۵ ج ۱۳)

## جانور کو پالنا

امام بخاریؒ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگ مدینہ منورہ میں قربانی کے لیے جانوروں کو پال کر خوب موٹا کیا کرتے تھے۔ (الروضۃ الندیہ صـ۲۳۳)

## دفتر جمعیۃ میانی کا افتتاح

۱۵ دسمبر گذشتہ بروز جمعہ جامع مسجد میانی میں نماز جمعہ سے قبل اور بعد مولانا جلال الدین ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام سرگودھا اور محمد سعید الرحمٰن علوی نے عوام کے ایک عظیم اجتماع سے ملکی مسائل پر خطاب کیا اور انہیں جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر متحد ہونے ۳ بجے شام مین بازار میانی میں جماعت کے دفتر و دارالمطالعہ کی افتتاحی تقریب میں ہر دو حضرات نے خطاب کیا اور پرچم کشائی کی میانی کے اہل دل مسلمان بڑی تیزی سے رکنیت فارم پر کر رہے ہیں۔

مقامی جماعت کے امیر و ناظم قاضی ضیاء اللہ اور قاری محمد حسین نے ایک بیان میں ملک بھر کے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ نظام شریعت کی خاطر علماء حق کی جماعت سے وابستہ ہو جائیں۔

# مسائل عید قرباں

۱۔ بقر عید کی نماز بھی مثل نماز عید الفطر کے واجب ہے۔ اور اس نماز کی ترکیب بھی وہی ہے جو نماز عید الفطر کی ہے یعنی تکبیر اولیٰ و ثنا کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے تین بار رفع یدین کریں یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھائیں۔ پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر امام فاتحہ و سورۃ پڑھے، مقتدی خاموش رہیں۔ دوسری رکعت میں فاتحہ و سورۃ کے بعد رفع یدین کے ساتھ تین بار تکبیر کہیں اور ہر بار ہاتھ اٹھا کر چھوڑتے جائیں، چوتھی تکبیر پر رکوع کریں۔ غرض یہ چھ زائد تکبیریں اس طرح کہی جائیں گی کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے اور بعد میں قرأت کے بعد۔ اس کی ترکیب یاد رکھنے کے لئے اتنا جملہ کافی ہے کہ پہلی میں پہلے بعد والی میں بعد میں۔ نماز عیدین کا وقت آفتاب کے بلند ہونے کے بعد سے زوال سے پہلے تک ہے۔ عید قرباں کا جلد پڑھنا مستحب ہے تاکہ اس کے بعد دوسری عبادت یعنی قربانی کرنے میں مصروف ہو سکیں، نماز کے بعد امام خطبہ پڑھتا ہے جس میں قربانی اور تکبیرات تشریق کے احکام بتلائے جاتے ہیں۔ اس کا سننا ضروری ہے۔ اس نماز کے لئے بھی باہر عیدگاہ میں جانا سنت ہے۔ راستہ میں بلند آواز سے تکبیر پڑھتا رہے اور دوسرے راستہ سے واپس ہو تاکہ دونوں راستے قیامت کے دن گواہی دیں۔

۲۔ بقر عید کی نماز سے پہلے کچھ کھانا اچھا نہیں، اگرچہ حرام بھی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھائے۔

۳۔ تکبیر تشریق ایک دفعہ ہر نماز کے بعد مرد کے لئے پکار کر کہنا ضروری ہے۔ امام و مقتدی اور منفرد مرد سب ایک بار اس طرح تکبیر کہیں۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

عورتیں یہ تکبیر آہستہ آہستہ کہیں۔ یہ تکبیریں ذی الحجہ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہی جائیں گی۔

## قربانی کے احکام

۴۔ ہر مسلمان پر جو غلام نہ ہو اور مسافر نہ ہو اور وہ ضروریات زندگی کے علاوہ مقدار نصاب یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے فالتو سامان کا مالک ہو، قربانی کرنا واجب ہے۔ قربانی میں بکرا یا بھیڑ یا دنبہ یا ساتواں حصہ اونٹ، گائے، بھینس کا ایک آدمی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ جن جانوروں میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں وہ سات سے کم تعداد کے لئے بھی جائز ہیں۔ بکرا ایک سال کا ہونا چاہیئے اور بھیڑ، دنبہ اگر موٹا ہو اور چھ ماہ سے زائد کا ہو تو ہو سکتا ہے۔ اونٹ پانچ سال کا ہونا چاہیئے۔ باقی جانور دو سال کے کافی ہیں۔ ان جانوروں میں مرد و عورت سب ہی کی طرف سے نر و مادہ دونوں کی قربانی جائز ہے۔

۵۔ قربانی کا گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے اندازے سے تقسیم نہ کریں۔ البتہ اگر کسی طرف کلہ پائے کھال لگا دیئے جائیں تو اندازہ سے تقسیم کرنا بھی درست ہے۔

۶۔ شہر والے نماز عید کے بعد قربانی کریں اور اگر کسی عذر سے بارش کی وجہ سے اس دن نماز ادا نہ ہوئی، تو جس وقت نماز کا وقت گزر جائے اس وقت قربانی کرنا درست ہوگی یعنی زوال کے بعد قربانی کریں اور دوسرے تیسرے دن نماز سے پہلے بھی قربانی درست ہے یعنی اگر نماز بقر عید کسی عذر سے قضا ہوگئی تو اگلے دن نماز سے پہلے بھی قربانی جائز ہے اسی طرح بارھویں تاریخ کو بھی، اور گاؤں والوں کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ انہیں دسویں تاریخ کی صبح صادق ہونے کے بعد بھی قربانی جائز ہے۔

۷۔ قربانی کی تین تاریخیں ہیں۔ دسویں، گیارھویں، بارھویں۔ مگر پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے اور پھر دوسرے دن اور تیسرے دن غروب آفتاب سے پہلے تک قربانی ہو سکتی ہے۔

۸۔ رات کو قربانی کرنا جائز ہے، بہتر نہیں

۹۔ اپنی قربانی کو خود ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کراتے وقت خود وہاں کھڑے ہو جانا بہتر ہے۔

۱۰۔ قربانی کے وقت کوئی نیت زبان سے پڑھنی ضروری نہیں۔ اگر صرف دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں کہا صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تب بھی قربانی درست ہے، لیکن اگر حسب ذیل دعا پڑھ لیں تو بہتر ہے۔

۱۱۔ جب قربانی کو قبلہ رخ لٹا دیں تو یہ دعا پڑھیں۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ○

۱۲۔ ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۔

۱۳۔ بہتر یہ ہے کہ قربانی کا گوشت ایک تہائی غرباء و مساکین کو صدقہ کر دیں ایک تہائی اپنے دوستوں کو دیں اور ایک تہائی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے رکھ لیں۔ لیکن جس شخص کا کنبہ بہت ہو یا اور کوئی ضرورت ہو تو تمام گوشت خود خرچ کر سکتا ہے البتہ فروخت کرنا منع ہے۔

۱۴۔ جس شخص کے ذمہ قربانی واجب نہ تھی مگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور قربانی کا خرید لیا تو اس کے ذمہ اس کا قربان کرنا واجب ہو گیا۔ اس کو فروخت نہیں کر سکتا۔ اگر قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے جانور کو ذبح نہیں کیا تو زندہ کو اللہ کے واسطے محتاجوں کو دے دینا چاہیے۔ منتی اور نذر والے کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۵۔ جس شخص کے ذمہ قربانی واجب ہے، اگر قربانی کے دن گزر جائیں اور وہ قربانی نہ کرے تو اس کے ذمہ قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

۱۶۔ جس جانور کے سینگ پیدائشی ہی نہ ہوں اس کی قربانی درست ہے۔ اگر سینگ بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو تب بھی قربانی درست ہے۔ اگر جڑ سے اکھڑ گیا ہو تو درست نہیں اور نہ ایسے لنگڑے جانور کی قربانی درست ہے جو مذبح تک نہ جا سکے اور نہ ایسے جانور کی جس کی بیماری ظاہر ہو اور نہ ایسے جانور کی جس کا تہائی کان کٹا ہوا ہو یا تہائی سے زیادہ دُم کٹی ہوئی ہو اور نہ اس جانور کی جس کے دانت نہ ہوں، البتہ اگر تھوڑے سے گھس گئے ہوں اور زیادہ باقی رہ گئے ہوں تو جائز ہے۔

۱۷۔ چرم قربانی کو خود اپنے کام میں بھی لا سکتے ہیں مثلاً ڈول وغیرہ بنا سکتے ہیں۔ مگر فروخت نہ کرے اگر فروخت کر دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

۱۸۔ چرم قربانی یا اس کی قیمت کسی معاوضہ میں دینا مثلاً قصاب کو ذبح کی اجرت میں یا امام و مؤذن کو اس کی امامت و اذان کی وجہ سے دینا درست نہیں اور طالب علم دین اس کے بہترین مصرف ہیں کہ اس میں دوہرا ثواب ہے۔ صدقہ کا اور اشاعت علم دین کا۔ کیونکہ حدیث شریف میں اس جیسے مواقع کے لئے ارشاد ہے۔ اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ۔ اسی طرح پر خرچ کرنے میں صدقہ کا ثواب بھی ہوگا اور اشاعت علم دین کا بھی۔ نیز طالبان علم دین کی مدارات اور ان کے ساتھ ہر قسم کا حسن سلوک کرنے کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید حکم فرمایا ہے۔ ارشاد ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَإِنَّ رِجَالًا يَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا (رواه الترمذي)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو خطاب کر کے فرمایا ... کہ تمام آدمی تمہارے تابع ہیں اور اطراف عالم سے تمہارے پاس بہت سے آدمی علم دین سیکھنے اور دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے آئیں گے۔ سو جب وہ تمہارے پاس آئیں تو میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔